بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقبل اللہ منا ومنکم صالح الاعمال

جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور کا

دینی، اصلاحی، تبلیغی اور تحقیقی رسالہ

246

ماہ نامہ

علم و عمل لاہور

شوّال ۱۴۴۵ھ

اپریل 2024ء

جوانی ایک عظیم نعمت اور اُس کی قدر و قیمت 7

جذبۂ اِطاعت گزاری پیدا کیجیے! 8

چار بہت مشکل مگر بہت اَہم کام 11

پڑھیے، یاد کیجیے، دوسروں کو سکھائیے! 17 18

صدقہ خیرات کی عادت بنا لینی چاہیے! 29

عورتوں کی خدمت کا اِحترام کیجیے! 30

ماہِ رمضان جانے سے اَثرات کیوں جاتے ہیں؟ 1

خودکشی کا اَنجام 5

اِنسان سے 4 سوال 32

گیارہ ماہ اگلے رمضان کی تیاری ہونی چاہیے! 33

دین کے کام میں آگے بڑھیے، رسالہ برائے ریکارڈ اپنے پاس محفوظ کیجیے، دوسروں کو لگوا دیجیے، یا بتا دیجیے تاکہ وہ اس دینی علمی تحفہ سے فائدہ اُٹھا سکیں

topislamicwallpapers.com

اِداریہ

ماہِ رمضان جانے سے اثرات کیوں جاتے ہیں؟

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ

ماہِ رمضان ہر سال آتا ہے، اور ہم اگر ایک سال کے ماہِ رمضان کو قیمتی وگولڈن بنالیں تو زندگی بھر کیا بلکہ مرنے کے بعد بھی ہمیشہ کے لیے کام آسکتا ہے۔ کئی سالوں سے ہم ماہِ رمضان گزار رہے ہیں، ایسا ہی لگتا ہے کہ رمضان گیا، اثرات گئے، برکات گئیں، نیکیاں بھی ختم۔ جب کہ ہونا یہ چاہیے کہ ہر رمضان کا ہر دِن، ہر روزہ، ہر رات، ہر عبادت بلکہ ماہِ رمضان کا ایک ایک لمحہ (تقریباً 43200 منٹ) ایسا پُرمغز اور پُراثر ہونا چاہیے کہ ہماری زندگی بھی بدلے اور اس کی برکات بھی باقی رہیں۔ یعنی گناہوں سے بچنا، جس طرح روزہ رکھ کر فکرمندی سے جاری تھا، اسی طرح غیرِ رمضان میں بھی جاری رہے اور تلاوتِ قرآن کریم، تراویح کی جگہ نوافل اور سحری وافطاری کی جگہ اچھی نیت سے کھانے کھانا اور کھلانا یہ چیزیں باقی اور جاری رہنی چاہئیں۔ اگر نہیں بھی رہ سکتیں تو کم از کم ماہِ رمضان میں کئے ہوئے اعمال کے اثرات وبرکات تو باقی رہنے چاہئیں۔ ہم لوگ ماہِ رمضان شریف گزرنے کے بعد ایسے آزاد ہوجاتے ہیں کہ جیسے عبادت کا صرف ایک ہی مہینہ تھا، اور اب کوئی فرض، واجب نہیں رہا۔

یکم شوال، عید کے دن سے ہی شکل وصورت، لباس، چال ڈھال، گفتگو اور اعمال وافعال میں ایسی آزادی نظر آتی ہے جیسے گیارہ مہینے کے لیے فرائض، واجبات میں چھوٹ مل گئی ہو۔ حالاں کہ ماہِ رمضان شریف تو مشق کروانے آیا تھا، اور بہت سے گفٹ (مختلف قسم کی عبادات) دے گیا اور ہم اسے گناہوں کی صورت میں ضائع کردیتے ہیں، حالاں کہ اِنہیں باقی رکھنا چاہیے کوئی سمجھ دار آدمی ملے ہوئے گفٹ کو ضائع نہیں کرتا۔ تو پھر نیکیوں کو اور اُن کے اثرات وبرکات اور نیک نامی کو ضائع کرنا تو دور کی بات کم بھی نہیں کرنا چاہیے۔ لہٰذا اِس ماہِ رمضان شریف کی برکات کو عید سے پہلے سمیٹ کر محفوظ کرلیا جائے۔ اور اس کا اجر وثواب باقی رکھا جائے اور مکمل حفاظت کی جائے۔ اور چور راستوں سے آنے والے برے اثرات کو ختم کیا جائے اور اُن پر نظر بھی رکھی جائے۔ مثلاً غیبتوں سے، چغلیوں سے، جھوٹ بولنے سے، کسی کو دھوکہ دینے سے، کسی کا مال کھانے سے، نماز قضاء ہوجانے سے اور سنتیں چھوڑنے وغیرہ سے پرہیز کیا جائے۔ اور رب تعالیٰ کے حضور دُعائیں کی جائیں کہ... اے اللہ تعالیٰ! ماہِ رمضان کی برکات باقی گیارہ ماہ بھی دیجیے اور اگلے سال کا ماہِ رمضان بھی مقبول عبادات ونیکیوں سے بھرا عطا کیجیے۔

دُعاؤں کی صورت میں ماہِ رمضان شریف کی نیکیوں کو باقی بھی رکھا جاسکتا ہے اور گناہوں سے بچ کر نیکیاں خراب ہونے سے بچائی بھی جاسکتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی صحیح سمجھ اور اُس پر مکمل عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین یاربّ العٰلمین

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیعت

حضرت مولانا حکیم الامت مجدد الملت شاہ محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ | مسیح الامت حضرت مسیح اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ | عارف باللہ حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ | شیخ المشائخ الحاج حضرت مولانا محمد عشرت علی خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بہ برکتِ چار سلسلہ: چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، قادریہ

بابرکتِ دعا

شیخ الحدیث حضرت مولانا صوفی محمد سرور رحمۃ اللہ تعالیٰ

بانی جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

زیرِ سرپرستی

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم دامت برکاتہم العالیہ

شیخ الحدیث دارالعلوم کراچی

مدیر

محمد عتیق الرحمن

مہتمم و ناظم جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

دینِ حق کا ترجمان

ماہ نامہ علم و عمل لاہور

246

جلد نمبر: 22

شمارہ نمبر: 06

مولانا عبدالرحیم

جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

0321-4200041

MONTHLY ILM-O-AMAL اپریل 2024ء / شوّال ۱۴۴۵ھ

مشیرانِ گرامی

مفتی محمد حسن صاحب استاذ الحدیث، جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور

مولانا عبدالرحمن صاحب مدرس: جامعہ اشرفیہ لاہور

قاری محمد اسحاق صاحب، مدیر: ماہ نامہ "محاسن اسلام"، ملتان

مولانا مفتی محمد نوید خان صاحب، مدرس: جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور

مولانا محمد عمر فاروق صاحب، مدرس: جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور

مولانا محمد طیب الیاس صاحب، مدرس: جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور

آپ اپنے رسالہ ماہ نامہ "علم و عمل، لاہور" جو کہ خالصتاً دینی، علمی، تحقیقی، بزرگوں کا اعتماد شدہ، اکابرین و مشائخ کا پسندیدہ رسالہ ہے کو پڑھ کر گھر میں ایسی جگہ رکھئے جہاں آنے والے مہمان بھی اس سے فائدہ حاصل کر سکیں، اور اگر آپ مزید اپنے لئے صدقہ جاریہ بنانا چاہیں تو کم قیمت پر خرید کر تقسیم کیجئے اور اپنے دوستوں، عزیزوں کو بتا دیجئے یا لگوا دیجئے

سرکولیشن مینیجر: مولانا زین العابدین صاحب، فون: 0331-4546365

معاون مدیر: مولانا محمد نوید جاوید صاحب، فون: 0302-4143044

مسئول عمومی امور: مولانا محمد سرور صاحب، فون: 0322-8405054

قیمت فی شمارہ... 50 روپے

قیمت سالانہ... (مع ڈاک خرچ) 600 روپے

رقم منی آرڈر یا دستی بھیجیے۔ رقم پہنچنے پر رسالہ جاری کیا جاتا ہے

فہرست مضامین

رمضان جانے سے اثرات کیوں جاتے ہیں؟ (مدیر)	1
﴿سب ٹائٹل﴾	2
غزوۂ بدر.....حق و باطل کا پہلا معرکہ	4
خودکشی کا انجام	5
نوافل...اللہ تعالیٰ کی محبت کا حق	6
جوانی ایک عظیم نعمت اور اُس کی قدر و قیمت	7
جذبۂ اِطاعت گزاری پیدا کیجیے!	8
گناہ میں اچھی نیت نہیں ہوسکتی	9+10
چار بہت مشکل مگر بہت اہم کام (مدیر)	11
سب سے بڑی کرامت	12
خاموشی کے فوائد اور فضولیات سے کیسے بچا جائے	13
// // //	14
نمازِ جنازہ کی مسنون دُعائیں	15
متقی ہونے کا مطلب کیا ہے؟	16
پڑھیے، یاد کیجیے، دوسروں کو سکھائیے! (مدیر)	17+18
دعا بھی کیجیے اور محنت بھی کیجیے!	19
اِصلاح کے لیے شیخ کی اتباع ضروری ہے	20
صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے ایمان افروز واقعات	21
مسلمان منتشر کیوں ہیں؟	22
پراپرٹی ڈیلنگ (جائیداد کی خرید و فروخت) سے متعلق شرعی احکام	23
اعتکاف سے متعلق بعض مسائل	24
شرح صدر کے اسباب	25+26
آیئے! رشتوں میں محبت پیدا کیجیے!	27
ہمیشہ رب تعالیٰ کے شکر گزار رہیے!	28
صدقہ خیرات کی عادت بنالینی چاہیے! (مدیر)	29
عورتوں کی خدمت کا احترام کیجیے!	30
خبردار! کچھ نہیں چھپا سکو گے!	31
اِنسان سے 4 سوال	32
گیارہ ماہ اگلے رمضان کی تیاری ہونی چاہیے! (مدیر)	33
جامعہ کے شب و روز	34

اُستادِ محترم کا مقام و مرتبہ

اِسلام میں اُستاد کا درجہ اِس قدر بلند ہے کہ حضرت زین العابدین رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اُستاد کے مخصوص حقوق کا ذکر فرمایا ہے۔ جو درجِ ذیل ہیں:

1. اپنے اُستاد کا احترام کرنا۔
2. علم حاصل کرنے میں اپنے اُستاد کی مدد حاصل کرنا۔
3. اپنے اُستاد کے درس / لیکچر میں شرکت کے لیے مخلصانہ طور پر تیار رہنا۔
4. اپنی آواز اپنے اُستاد کی آواز سے بلند نہ کرنا۔
5. جب آپ کا اُستاد بات کر رہا ہو تو (اُس دوران) دوسروں سے بات نہ کرنا۔
6. اپنے اُستاد کے بارے میں گپ شپ نہ کرنا۔
7. اپنے اُستاد کا دفاع کرنا، (بالخصوص) جب کوئی اُن کے بارے میں توہین آمیز انداز میں بات کرے۔
8. اپنے اُستاد کی غلطیوں کو معاف کرنا۔

غزوۂ بدر... حق و باطل کا پہلا معرکہ

اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ (124)

ترجمہ جب (جنگِ بدر میں) تم مؤمنوں سے کہہ رہے تھے کہ کیا تمہارے لیے یہ بات کافی نہیں ہے کہ تمہارا پروردگار تین ہزار فرشتے اُتار کر تمہاری مدد کو بھیج دے؟

بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ (125)

ترجمہ: ہاں! بلکہ اگر تم صبر اور تقویٰ اختیار کرو اور وہ لوگ اپنے اسی ریلے میں اچانک تم تک پہنچ جائیں تو تمہارا پروردگار پانچ ہزار فرشتے تمہاری مدد کو بھیج دے گا، جنہوں نے اپنی پہچان نمایاں کی ہوئی ہوگی۔

تفسیر: یہ سارا حوالہ جنگِ بدر کا ہے۔ اس جنگ میں شروع میں تو تین ہزار فرشتوں کی خوش خبری دی گئی تھی، لیکن بعد میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو یہ اطلاع ملی کہ کُرز بن جابر اپنا لشکر لے کر کفارِ مکہ کے ساتھ شامل ہونے کے لیے آرہا ہے۔ کفار کی تعداد پہلے ہی مسلمانوں سے تین گنا زیادہ تھی، اب اس لشکر کے آنے کی اطلاع ملی تو مسلمانوں کو تشویش ہوئی۔ اس موقع پر یہ وعدہ کیا گیا کہ اگر کُرز بن جابر کا لشکر اچانک آگیا تو تین ہزار کے بجائے پانچ ہزار فرشتے بھیجے جائیں گے۔ لیکن پھر کُرز بن جابر کا لشکر نہیں آیا، اس لیے پانچ ہزار فرشتے بھیجنے کی نوبت نہیں آئی۔

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ (126)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے یہ انتظام صرف اس لیے کیا تھا تاکہ تمہیں جو خوشخبری ملے، اور اس سے تمہارے دِلوں کو اِطمینان نصیب ہو، ورنہ فتح تو کسی اور کی طرف سے نہیں، صرف اللہ تعالیٰ کے پاس سے آتی ہے جو مکمل اِقتدار کا بھی مالک ہے، تمام تر حکمت کا بھی مالک ہے

لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ (127)

ترجمہ: (اور جنگِ بدر میں یہ مدد اللہ تعالیٰ نے اس لیے کی) تاکہ جن لوگوں نے کفر اپنایا ہے اُن کا ایک حصہ کاٹ کر رکھ دے، یا اُن کو ایسی ذلت آمیز شکست دے کہ وہ نامراد ہو کر واپس چلے جائیں۔

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ (128)

ترجمہ: (اے پیغمبر ﷺ!) تمہیں اس فیصلے کا کوئی اختیار نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول کرے یا ان کو عذاب دے، کیوں کہ یہ ظالم لوگ ہیں۔

تفسیر: جنگِ اُحد کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم زخمی ہوئے تو آپ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ آئے کہ ایسی قوم کیسے کامیابی پائے گی جس کا نبی انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلا رہا ہو اور وہ اس سے جنگ کرے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

فہم حدیث
سلسلہ نمبر: 67

خودکشی کا اَنجام

مولانا محمد طیب الیاس صاحب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَرَدَّی مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَہٗ فَھُوَ فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ یَتَرَدّٰی فِیْہِ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِیْھَا اَبَدًا، وَمَنْ تَحَسّٰی سَمًّا فَقَتَلَ نَفْسَہٗ فَسَمُّہٗ فِیْ یَدِہٖ یَتَحَسَّاہُ فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِیْھَا اَبَدًا وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَہٗ بِحَدِیْدَۃٍ فَحَدِیْدَتُہٗ فِیْ یَدِہٖ یَتَوَجَّأُ بِھَا فِیْ بَطْنِہٖ فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِیْھَا اَبَدًا.

(صحیح البخاری، کتاب الطب: 5778، صحیح مسلم، کتاب الایمان: 109)

ترجمہ: ”جو شخص خودکشی کرے گا، وہ دوزخ کی آگ میں پڑا ہوا اِسی طریقے پر ہمیشہ ہمیشہ خودکشی کرتا رہے گا، اگر پہاڑ سے گر کر اُس نے خودکشی کی ہوگی تو وہ ہمیشہ اِسی طرح اپنے آپ کو پہاڑ سے گراتا رہے گا، اور اگر اُس نے زہر کھا کر اپنے آپ کو ہلاک کیا ہوگا تو وہ اِسی طرح ہمیشہ دوزخ کی آگ میں پڑا ہوا اپنی جان کو ہلاک کرتا رہے گا، اور اگر اُس نے کسی ہتھیار سے اپنے آپ کو قتل کیا ہوگا تو اُس کا ہتھیار اُس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ ہمیشہ دوزخ کی آگ میں پڑا ہوا اُس کو اپنے پیٹ میں گھونپتا رہے گا۔

تشریح: حضرت مولانا سید محمد بدر عالم میرٹھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: ...

دین سے ناواقفیت اور غلط سوچ کا نتیجہ ایک آزاد مسلمان خواہ کتنا ہی تعلیم یافتہ کیوں نہ ہو، یہ صرف سنتا ہی سنتا ہے کہ اُس کی جان خود اُس کی ملکیت نہیں بلکہ جان آفرین (یعنی جسم میں جان ڈالنے والے) کی ملکیت ہے، اِسی طرح وہ موت کے بعد کی زندگی کو صرف سنتا ہی سنتا ہے، مگر نہ اِس پر اُس کو پورا یقین حاصل ہوتا ہے اور نہ اِس کی تفصیلات سے وہ کچھ آشنا ہوتا ہے، اِس لیے ذرا سی بات پر وہ خودکشی پر آمادہ ہو جاتا ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ اُس نے اپنی موجودہ مشکلات سے بڑی آسانی سے رَستگاری (خلاصی) حاصل کر لی، لیکن اگر وہ کچھ مذہب سے بھی آشنا ہوتا تو وہ یہ بھی سوچتا۔ اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے اُس مسکین کو یہ بھی علم نہیں کہ جس حیات (یعنی دنیا) کو اُس نے زندگانی سمجھا تھا یہ تو بہرحال فانی تھی، اور جس کو اُس نے موت تصور کیا درحقیقت وہ دائمی حیات تھی (یعنی آخرت)، اِس لیے اُس کی خودکشی سے اُس کو نجات نصیب نہیں ہوگی، بلکہ اور دائمی (ہمیشہ کے لیے) مصیبت گلے پڑ جائے گی۔

عالمِ غیب کا ایک قانون حدیثِ مذکور سے پاداشِ عمل (یعنی عمل کی جزا اور بدلے) کے ایک عجیب قانون کا بھی پتہ ملتا ہے، جس کو جَزَاءً مِنْ جِنْسِ الْعَمَلِ کہا جاتا ہے، یعنی عالمِ غیب میں قانون یہ ہے کہ سزا اُسی جنس کی ملتی ہے جس جنس کا عمل ہوتا ہے، اِس لحاظ سے کسی..... (بقیہ، ص: 10 پر)

نوافل...اللہ تعالیٰ کی محبت کا حق

انتخاب
مولانا عبدالرحمٰن صاحب
حضرت ابن صوفی محمد سرور صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ فرائض اللہ تعالیٰ کی عظمت کا حق ہیں، جنہیں انجام دینا ضروری ہے اور نوافل اللہ تعالیٰ کی محبت کا حق ہیں۔ جب کسی سے محبت ہوتی ہے تو اِنسان صرف قانونی تعلقات پر اِکتفا نہیں کرتا بلکہ اس سے آگے بھی بڑھ کر ملتا ہے۔ مثلاً شوہر اور بیوی کا ایک تعلق ہے، اگر خاوند صرف قانونی تعلقات پورے کرے، مثلاً مہر ادا کر دے اور نفقہ وخرچہ دے دیا کرے لیکن میاں بیوی جس طرح رہتے ہیں اس طرح نہیں رہتا تو وہ شخص اگرچہ قانونی تقاضا پورا کر رہا ہے لیکن محبت کا تقاضا پورا نہیں کر رہا جو اصل درکار ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

کچھ اور ہے درکار میری تشنہ لبی کو
ساقی سے میرا واسطہ جاں نہیں ہے

اسی طرح ایک شخص صرف فرائض اور واجبات ادا کرتا ہے تو اس کا اگرچہ اللہ تعالیٰ سے قانونی تعلق ہے لیکن یہ تعلق خشک اور کھردرا ہے، برخلاف اس شخص کے جو اپنے معمولات میں نوافل کو بھی شامل کر لیتا ہے کہ وہ محبت کے تقاضے کو بھی پورا کرنے والا ہوتا ہے۔

نوافل کی کثرت سے اللہ تعالیٰ کا قرب

ایک حدیث شریف قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ”میرا بندہ نوافل کی جتنی کثرت کرتا جاتا ہے اتنا ہی میرے قریب ہوتا جاتا ہے، یہاں تک کہ ایک وقت ایسا آتا ہے کہ میں ہی اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے اور میں ہی اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔

(صحیح البخاری، باب التواضع، رقم الحدیث 6502)

یعنی بندہ کی زبان پر وہی بات جاری ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہوتی ہے۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ترجمہ: جب تم کسی کو دنیا سے بے رغبت اور کم بولنے والا دیکھو تو اس کے قریب ہو جاؤ، کیوں کہ اُس کے دِل پر حکمت کی باتیں اِلقاء کی جاتی ہیں۔ (شعب الایمان، رقم الحدیث: 4631، حسن لغیرہ)

عبادت کی کثرت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی اتنی عبادت کرو کہ لوگ تمہیں مجنون اور دیوانہ کہنے لگیں۔ (مسند احمد 11563، اسنادہ ضعیف)

آج کل طعنہ دیا جاتا ہے کہ مولویوں کی عقلیں خراب ہوگئی ہیں کہ دنیا کے مال و دولت اور شان وشوکت کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے معاملات میں لگے ہوئے ہیں۔ اِن حالات میں انسان کو یہ طعنے اپنے لیے خوش خبری سمجھنے چاہئیں کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی میں جب تمہیں دیوانہ کہا جانے لگے تو یہ اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبولیت کی نشانی ہے۔

(مسند احمد 11563، اسنادہ ضعیف)

جوانی ایک عظیم نعمت اور اُس کی قدر و قیمت

ابو ناجیہ لاہور

انسان زندگی کے تین مراحل سے گزرتا ہے:
بچپن، جوانی اور بڑھاپا۔

1 پہلا مرحلہ بچپن بچپن کے دن یقیناً بڑے سہانے اور حسین ہوتے ہیں، جس میں انسان ہر طرح کی ذمہ داریوں سے آزاد کھلنڈرانہ زندگی بسر کرتا ہے اور اپنے لیے اپنے پیاروں کی توجہات کو سمیٹتا ہے۔

2 دوسرا مرحلہ بڑھاپا بڑھاپا زندگی کا آخری مرحلہ ہے، جو چالیس سال کی عمر میں شروع ہوتا ہے اور موت تک جاری رہتا ہے، جس میں انسان کے قویٰ کمزور ہو جاتے ہیں، مختلف عوارض گھیر لیتے ہیں، زندگی کا سورج ڈوبنے کو ہوتا ہے، اور آدمی اپنی زندگی کے باقی ماندہ ایام کو بابرکت بنانے کی کوشش میں اپنی طاقت کے مطابق مصروفِ عمل رہتا ہے۔

3 تیسرا اور اہم مرحلہ جوانی انسانی زندگی کا اہم مرحلہ ''جوانی'' ہے، یہ تین مرحلوں میں سب سے اہم مرحلہ ہے، جس میں انسان مختلف ذمہ داریوں کا بوجھ اپنے کندھوں پر لیے ہوتا ہے، اگر وہ باپ ہے تو ایک جانب اسے اپنی اولاد کی پرورش اور تعلیم و تربیت کی ذمہ داری اُٹھانی پڑتی ہے، اور دوسری جانب اُسے ایک فرماں بردار بیٹے کی طرح اپنے والدین کی راحت و آرام کا خیال رکھنا پڑتا ہے، اسی طرح اپنے خاندان کی کفالت اور اپنے گھرانے کو خوش حال زندگی دینا بھی اس کی ترجیحات میں شامل ہوتا ہے۔

جوانی ایک عظیم نعمت جوانی کا دور ایک مشکل اور کٹھن دور ہے، لیکن یہ بھی ہے کہ جو جوان اپنی ذمہ داریوں کو خیر و خوبی سے سرانجام دیتا ہے وہ اپنا بڑھاپا بھی آرام و سکون سے گزارتا ہے، پس جوانی اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے، جس کا شکر تمام جوانوں پر واجب ہے۔

عرش کا سایہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
سات آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کو اپنے (عرش) کے سائے میں جگہ دے گا، جس دن کہ اُس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا... اُن میں سے ایک وہ جوان ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں پلا بڑھا ہو۔ (صحیح بخاری، کتاب الاذان: 660۔ صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ: 1031)
جوانی میں قوتیں بھرپور ہوتی ہیں اور انسان جوش و جذبے سے سرشار ہوتا ہے، خواہشات کا طوفان ہوتا ہے، ایسے میں راہِ راست سے بھٹکنے، بُری صحبتوں میں پڑنے، جذبات کی رو میں بہہ جانے اور گناہوں کی طرف مائل ہونے کے امکانات بھی ہوتے ہیں لیکن جو جوان جوانی کے منہ زور گھوڑے کو قابو کر لے، گناہوں کے عوامل و اسباب کے ہوتے ہوئے صراطِ مستقیم پر گامزن رہے تقویٰ، پرہیزگاری اور نیکی والی زندگی بسر کرے تو ایسے ہی نوجوان کو خوش خبری اور بشارت دی گئی ہے قیامت کے دن عرش کے سائے کی، جب اُس کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ کھویا ہوا مال و دولت محنت اور کفایت شعاری سے پھر حاصل ہو سکتا ہے،... (بقیہ، ص 14 پر)

جذبۂ اِطاعت گزاری پیدا کیجیے!

مولانا محمد نوید جاوید

رمضان المبارک کا مقدس مہینہ ہمارے اندر اطاعتِ الٰہی کا جذبہ پیدا کرتا ہے، زندگی کو حکمِ الٰہی کے مطابق گزارنے کی تعلیم دیتا ہے اور ہمیں درس دیتا ہے کہ جینا مرنا سب اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔

سحر و افطار کا ایک وقت مخصوص ہے، جس کا مطلب ہے کہ جب حکم ہوتا ہے کہ کھاؤ تو ہم کھاتے ہیں اور اگر حکم ہوتا ہے کہ کھانا چھوڑ دو تو ہم کھانے کو چھوڑ دیتے ہیں۔ دن میں بھوک و پیاس کی شدت کو برداشت کرتے ہیں اور نمازوں کی پابندی کرتے ہیں، دن کا روزہ اور رات کا قیام، نمازِ تراویح کا اہتمام آخر کیوں! کیوں کہ رمضان کا مکمل شیڈول ہمارے اندر اطاعت گزاری پیدا کرنا چاہتا ہے۔ لیکن یہ تب ممکن ہے جب ہم اپنی زندگی حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے لیے وقف کر دیں۔ دنیوی زندگی کی ساری تگ و دو کو اصل مقصود زندگی نہ سمجھیں بلکہ اصل مقصودِ زندگی اللہ تعالیٰ کی اطاعت، اقامتِ دین اور اسلام کی نشر و اشاعت کے لیے جدوجہد ہی کو سمجھیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ترجمہ: کہہ دو! بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، جو جہانوں کا رب ہے۔ (سورۃ الانعام، آیت:162)

اعمال پر استقامت اختیار کیجیے رمضان المبارک میں نیکیوں کی بہار اور شوق دیدنی ہوتا ہے کہ ہر شخص نماز روزہ، صدقہ و خیرات اور سحر و افطار کی دعوت میں بڑھ چڑھ کر شریک ہونے کی کوشش کرتا ہے، غیرِ رمضان میں بھی ہمیشہ عبادتِ الٰہی میں ایسے ہی رہنا چاہیے جیسا رمضان المبارک کے مبارک مہینہ میں نیکیوں میں مقابلہ نظر آتا ہے اور شوق دیکھنے کو ملتا ہے، اِسی طرح رمضان المبارک کے بعد بھی ہمیں زندگی بھر نیک اعمال پر قائم رہنا اور موت آنے تک اپنے رب تعالیٰ کی عبادت پر قائم رہنا چاہیے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، ترجمہ: اور اپنے رب تعالیٰ کی عبادت کر، یہاں تک کہ تیرے پاس یقین (موت) آجائے۔ (سورۃ الحجر، آیت:99)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو مرتے دم تک عبادت و بندگی کا حکم دیا ہے، جب کہ آپ ﷺ کے گناہ بخشے ہوئے تھے، جب کہ ہماری حالت یہ کہ ہم رمضان المبارک میں نیکیاں کر لینا سال بھر کے لیے کافی سمجھتے ہیں۔

حضرت سفیان بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا مجھے اسلام کے بارے میں ایک ایسی بات بتلا دیجیے کہ آپ کے بعد مجھے کسی اور سے پوچھنے کی ضرورت نہ پڑے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ کہہ کر اس پر ڈٹ جاؤ اور ثابت قدم ہو جاؤ۔

(صحیح مسلم، باب جامع اوصاف الاسلام، رقم الحدیث:38)

اس حدیث شریف میں ایک مسلمان کو ایمان لانے کے بعد اطاعت کے کاموں اور نیکیوں پر گامزن رہنے کا حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو بجا لائے اور گناہوں سے پرہیز کرے۔

مفہوم حدیث: قرآن کریم کی ایک آیت سیکھنا سو رکعت نوافل پڑھنے سے افضل ہے۔ (ابن ماجہ 219، اسنادہ ضعیف)

بسلسلہ اصلاحی مجالس
حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
بانی جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور

گناہ میں اچھی نیت نہیں ہوسکتی

اَخذ و ترتیب
مولانا مفتی محمد نوید خان صاحب لاہور

گناہ کا وبال ایک صاحب نے ڈاڑھی منڈادی اس نیت سے کہ زیادہ نکلے گی، لیکن پھر ڈاڑھی نہیں نکلی اور ساری زندگی بغیر ڈاڑھی کے ہی رہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ناراضگی کی علامت ہے کہ کیوں ناجائز کام کیا؟ ناجائز کام اچھی نیت سے بھی ناجائز ہی رہتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ ناجائز کام میں اچھی نیت کرلی جائے تو وہ اچھا ہوجائے گا، نہیں، بلکہ وہ ناجائز ہی رہتا ہے۔ بلکہ ناجائز کام میں اچھی نیت ہوتی ہی نہیں، جو نیت کریں گے وہ بری ہی ہوگی۔ کیوں کہ گناہ کو قرب کا ذریعہ سمجھنا، یہ خود بہت بڑا گناہ ہے۔ گناہ تو بُعد کا، دور ہونے کا ذریعہ ہے۔

نیت کے دو موقع ہوتے ہیں نیت کے موقع دو ہی ہوتے ہیں۔ ایک جائز (مباح) کام اور ایک اچھے (نیک) کام۔ اچھے کام میں نیت سے ثواب ملتا ہے، اور جائز (مباح) کام اچھی نیت سے عبادت بن جاتے ہیں۔ نیک اور اچھے کام میں اچھی نیت کرلیں گے تو ثواب ملے گا اور نیک کام میں بری نیت کرلیں تو گناہ بن جائے گا۔ جائز کام میں اچھی نیت کریں گے تو ثواب بن جائے گا۔ مباح کام میں اگر بری نیت کرلیں گے تو گناہ بن جائے گا۔ اور گناہ میں تو اچھی نیت ہوسکتی ہی نہیں۔ نیت کے بھی اصول ہیں۔ یہ نہیں، کہ جس کام میں بھی اچھی نیت کرلو تو وہ نیکی میں داخل ہوجائے گا۔ ایسا نہیں ہے۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ (صحیح البخاری: باب کیف کان بدء الوحی: ۱) اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔ لیکن اس میں یہ تفصیل ہے (جو بیان ہوئی)۔

کوئی گناہ، گناہ نہ رہے اگر گناہ میں بھی اچھی نیت ہوسکے تو پھر تو کوئی گناہ، گناہ نہ رہے۔ کوئی بدعت، بدعت نہ رہے۔ بدعت کرنے میں نیت اچھی ہوتی ہے۔ لیکن کام سنت کے خلاف ہوتا ہے۔ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' میں نیت کی طرف بھی اشارہ ہے کہ نیت بھی ٹھیک ہونی چاہئے۔ لَا مَقْصُوْدَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا ہونی چاہئے اور ''محمد رسول اللہ'' میں بتادیا کہ عمل سنت کے مطابق ہونا چاہئے۔

ایمان اور سنت عمل کی بہترین مثال جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد میں مولنا عرفان صاحب (رحمہ اللہ تعالیٰ) ناظم رہے ہیں۔ اُنہوں نے اپنا خواب یہ بتایا کہ ایک تختہ سیاہ ہے، جس پر حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولنا شاہ محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چاک سے لکھ رہے ہیں۔ ایک لکھا اور فرمایا کہ یہ ایک ایمان ہے۔ پھر ایک کے دائیں طرف صفر لکھے اور فرمایا یہ صفر وہ عمل ہیں جو سنت کے مطابق ہیں، پھر ایک کے بائیں طرف صفر لکھے اور فرمایا کہ یہ وہ عمل ہیں، جو سنت کے خلاف ہیں۔ (کیوں کہ) ایک کے بائیں طرف صفر لکھیں تو کچھ بھی نہیں ہوتا، ایک کا

ایک ہی رہتا ہے، اور اگر دائیں طرف صفر لکھیں تو دس بن جائیں گے پھر سو بن جائیں گے، پھر ہزار بن جائیں گے، پھر دس ہزار پھر لاکھ بن جائیں گے۔ اور اگر صرف صفر ہی صفر ہوں اور ایک ساتھ نہ ہو، تو پھر کچھ بھی نہیں ہوگا۔ کیوں کہ ایمان نہ ہو اور صرف عمل ہو تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ جیسے قادیانی لوگ ایمان نہیں ہے، لیکن نمازیں پڑھتے ہیں، تو ان نمازوں کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ کیوں کہ ایمان نہیں ہے۔

عمل ایمان پر موقوف ہے جیسے نجات ایمان پر موقوف ہے، ایسے ہی عمل بھی ایمان پر موقوف ہے۔ بغیر ایمان کے نجات نہ ہوگی، خواہ کتنے ہی عمل کرتا رہے۔ اگر ایمان کے ساتھ تھوڑا عمل بھی ہو تو پھر بھی دس یا سو بن جائیں گے۔ اس لئے ایمان بہت ضروری ہے۔

عقیدہ کو ٹھیک کرنا بہت ضروری ہے عقیدہ پر دین کا دارومدار ہے۔ اس لئے کتاب الایمان کو محدثین حضرات کتاب کے شروع میں لے کر آتے ہیں اس لئے کہ ایمان پر عمل کا دارومدار ہے۔ نجات کا دارومدار ہے۔ بندے کا سب سے پہلا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان کا ہے اور اللہ تعالیٰ کا بندے کے ساتھ پہلا معاملہ وحی کا ہے۔ وہ وحی نازل فرماتے ہیں۔ بندہ وحی کو مانتا ہے اس پر ایمان لاتا ہے۔ وحی میں ضروری عقیدوں کو مانتا ہے، اس پر ایمان لے کر آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا کرم اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا کرم ہے کہ انہوں نے ضروری عقیدے قرآن پاک میں داخل فرما دیے اور اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی خود حفاظت فرماتے ہیں۔ چودہ سو سال سے زیادہ سال ہو گئے لیکن ایک زیر زبر کا فرق نہیں آیا بلکہ پڑھنے کا طریقہ بھی محفوظ ہے۔ کہیں ہمزہ کو نرم پڑھا، کہیں ہمزہ کو سخت پڑھا، کہیں دو ہمزہ کے درمیان الف پڑھا، کہیں الف نہیں پڑھا۔ یہ ساری باتیں محفوظ ہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی حفاظت کی وجہ سے ہے۔ ورنہ انسان کے ذمہ حفاظت کرنا ہوتی تو وہ بدل دیتا۔ انسان نے پہلی آسمانی کتابوں کو بدل دیا۔ اور اتنا بدل دیا کہ اب یہ بھی پتہ نہیں کہ کتاب کس زبان میں نازل ہوئی تھی۔ کوئی لفظ تو کیا محفوظ ہوتا۔ تو یہ فرق ہے اللہ تعالیٰ اور بندے کی حفاظت میں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح سمجھ عطا فرمائیں، آمین

(بقیہ، ص:5 کا)

.....شخص نے اپنی جان کو جس آلے کے ذریعے ہلاک کیا ہوگا اُس کی سزا بھی یہی ملے گی کہ وہ ہمیشہ اپنی جان کو اُسی آلے سے ہلاک کرتا رہے گا، اور ہمیشہ اِسی طرح اُس کو عذاب ہوتا رہے گا۔ بے عقل انسان یہ سمجھتا ہے کہ ایک مرتبہ چھری گھونپ کر بس اِن مصائب کا خاتمہ ہو گیا، کاش کہ اُس کو یہ علم و یقین بھی حاصل ہوتا کہ آئندہ اُس کو نجات کہاں؟ ہمیشہ کے لیے اِسی عذاب میں گرفتار رہنا ہے۔

(از: جواہر الحکم، ص262)

اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے آمین

چار بہت مشکل مگر بہت اَہم کام

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ سب سے مشکل کام چار عادتیں ہیں۔یعنی یہ چار کام کرنے میں بہت مشکل ضرور ہیں مگر جو کرلے اس کا ثواب بھی بہت زیادہ ہے:

پہلا کام غصہ کے وقت معاف کردینا۔(بہت مشکل ہے کیوں کہ اس وقت خون جوش مار رہا ہوتا ہے، بدلہ لینے کے لیے اور دل میں بندہ کُڑھ رہا ہوتا ہے کہ اسے مزا چکھاؤں)۔

دوسرا کام تنگ دستی میں سخاوت کرنا(بہت مشکل ہے کیوں کہ خود کا گزارا مشکل میں پڑا ہوا ہوتا ہے اس وقت کسی اور پر خرچ کرنا عطیہ دینا یا کھانا کھلانا ظاہر ہے کہ بہت مشکل سی بات ہے)۔

تیسرا کام تنہائی میں پاک دامن رہنا(بہت مشکل کام ہے مگر جو کرلے اور پاک دامن رہ گیا، خلوتوں (تنہائیوں) میں تو وہ بلندیاں حاصل کرسکتا ہے۔

چوتھا کام جس سے بندہ ڈر یا اُمید رکھتا ہے اس کے سامنے حق بات کہنا(یہ بھی نہایت مشکل کام ہے، کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے یہ بات، جسے نصیب ہوجائے وہ سمجھیں کہ ولی ہے)۔(کتاب الاستعداد لیوم المعاد لابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ، ص:65)

بہت قیمتی فرمان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ایک خوب صورت فرمان ہے، جو درجِ ذیل ذکر ہے:

کُنْ عِنْدَاللّٰہِ خَیْرَالنَّاسِ
وَکُنْ عِنْدَالنَّفْسِ شَرَّالنَّاسِ
وَکُنْ عِنْدَالنَّاسِ رَجُلاً مِنَ النَّاسِ

(کتاب الاستعداد لابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ، ص:39)

ترجمہ ومفہوم: اے انسان! ایسے کام کر کہ تو اللہ تعالیٰ کے ہاں لوگوں میں بہترین شمار ہو۔اور اپنے آپ کو ہمیشہ لوگوں میں سب سے چھوٹا اور بدترین سمجھ، اور لوگوں کے درمیان ایک عام سا آدمی بن کر رہ۔

یعنی نمایاں صفات بڑا سمجھنا چھوڑ کر سب کے ساتھ ملنسار اور عام بندہ بن کر رہ، اپنا پروٹوکول بھول جا۔ خود سے کوئی پروٹوکول (عزت) دے دے تو اور بات ہے، اپنے پروٹوکول (عزت) کی فکر میں رہنا، نمایاں ہو کر رہنا نہ ہو۔

اَساتذہ کرام سے بُغض اور سبق میں غیر حاضری کا نقصان

حضرت مولنا شیخ محمد یونس جون پوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بچو! میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے اساتذہ کرام کے ساتھ بُغض نہیں رکھنا چاہیے۔اس بُغض کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تعلیم کا راستہ ہی بدل دیتے ہیں، اور وہ جوانی ہی میں تعلیم کو چھوڑ دیتا ہے اور جو طالب علم ''سبق کی غیر حاضری'' کرتا ہے اُسے پڑھانے کی توفیق نہیں ملتی۔(ملفوظات مع مختصر سوانح حضرت شیخ یونس جون پوری صاحب، ص72-102)

سب سے بڑی کرامت

مولانا زین العابدین صاحب

اللہ والا ہونے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ اس سے کشف وکرامات کا ظہور ہو، بعض اوقات عجیب وغریب کارنامے تو سائنس دان بھی انجام دے دیتے ہیں اور بعض اوقات کوئی جادوگر بھی کوئی بڑے سے بڑا کرشمہ دکھا دیتا ہے، تو وہ کیا اللہ والے ہو گئے؟

سب سے بڑی کرامت اتباعِ سنت ہے

ایک صاحب بیعت کرنے کی غرض سے ایک بزرگ کی خدمت میں پہنچے، مرید ہو گئے اور اس کے بعد دس سال ان کی خدمت میں رہے۔ وہ سمجھ کر گئے تھے کہ بڑے درجہ کے اللہ والے ہیں، تو اُن کے ہاں کشف و کرامت کا ظہور ہوتا ہوگا۔ غیب کی باتیں بتاتے ہوں گے، کچھ عجیب وغریب واقعات ان کے ہاتھوں پر ظاہر ہوتے ہوں گے، لیکن دس سال کے عرصے میں کوئی بھی کشف وکرامت ان کے سامنے نہ آئی۔ دل میں خیال آیا کہ شیخ سے اس کے بارے میں عرض کروں۔

تصوف کا ادب تصوف کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ دل میں جو کوئی کھٹک اور شبہ پیدا ہو اُسے اپنے شیخ و پیر سے ذکر کر دیا جائے تا کہ اگر کوئی غلط بات ہو تو اس کی اصلاح ہو جائے۔

یہ سچے مرید تھے، اُنہوں نے اپنے شیخ سے عرض کیا کہ میں تو یہ سمجھتا تھا کہ اللہ والے بڑے کشف وکرامت والے ہوتے ہیں، لیکن میں نے دس سال کے عرصے میں آپ سے کوئی کشف وکرامت نہیں دیکھی۔

شیخ نے جواب میں فرمایا یہ بتائیں کہ دس سال کے عرصے میں تم نے میرا کوئی عمل سنت کے خلاف دیکھا؟ وہ مرید غور کر کے کہنے لگے کہ میں نے آپ کا کوئی عمل سنت کے خلاف نہیں دیکھا۔ شیخ نے فرمایا کہ اس سے بڑی کرامت اور کیا ہے؟

اِنسان کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا نیک بندہ بن جائے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت کا پیروکار ہو جائے۔

تصوف کے نام پر دھوکہ آج ہمارے معاشرہ میں ایسے بھی نام نہاد صوفی موجود ہیں جن کا کوئی باپ دادا اللہ والا تھا۔ وہ واقعی اللہ والا تھا لیکن بعد میں جانشینی کا سلسلہ شروع ہوا تو اُن کو وراثت میں ''پیری'' مل گئی۔ یہ پیر صاحب داڑھی بھی منڈواتے ہیں، نماز بھی نہیں پڑھتے اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آپ نماز کیوں نہیں پڑھتے تو وہ جواب دیتے ہیں کہ شریعت والوں کا کام ہے نماز پڑھنا، ہم تو طریقت والے ہیں، ہمارا دل نماز پڑھتا ہے۔ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے اور اپنی دنیا کمانے کے لیے اُنہوں نے اسلام کے اندر چوری اور ڈکیتی کی ہے۔ ایسے لوگ طریقت اور تصوف کے نام پر لوگوں کا ایمان لوٹتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں زندگی بھر اِتباعِ سنتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی توفیق نصیب فرمائیں آمین ثم آمین یارب العالمین!

خاموشی کے فوائد اور فضولیات سے کیسے بچا جائے؟

حافظ خلیق احمد صاحب

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جو خاموش رہا اُس نے نجات پائی۔

(سنن ترمذی، رقم الحدیث:2501، اسنادہ صحیح)

کثرتِ کلام کا نقصان علامہ مناوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس شخص کی بات زیادہ ہوتی ہے اس کی غلطیاں زیادہ ہوتی ہیں اور جس کی غلطیاں زیادہ ہوتی ہیں اُس کی حیا کم ہوتی ہے اور جس کی حیا کم ہوتی ہے اُس کا تقویٰ کم ہوتا ہے اور جس کا تقویٰ کم ہوتا ہے اُس کا دِل مردہ ہو جاتا ہے۔ (فیض القدیر المناوی 213/6)

مصروف رہیں..محفوظ رہیں صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ ضروری گفتگو دن بھر ہوتی رہے تو اس سے دل پر ظلمت کا اثر نہیں ہوتا۔ چناں چہ اگر ایک شخص دن بھر ''لے لو! اَمرود لے لو'' پکارتا رہے تو ذرّہ برابر دل میں اس سے ظلمت نہ آئے گی، کیوں کہ یہ بضرورت ہے۔ لیکن بے ضرورت ایک جملہ بھی زبان سے نکل جائے تو دل سیاہ ہو جاتا ہے۔

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بے کار انسان کے دل میں شیطان تصرف کرتا ہے اور میں تو اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ ہر شخص کام میں لگے، چاہے وہ کام دین کا ہو یا دُنیا کا۔ جو شخص مصروف ہوتا ہے وہ بہت سی خرافات سے بچا رہتا ہے۔

واقعہ: ایک بزرگ نے راستہ سے گزرتے ہوئے ایک شخص کو سلام نہیں کیا، کچھ دیر بعد جب اسی راستہ سے واپس لوٹے تو وہ شخص زمین کرید رہا تھا، ان بزرگ نے اس کو سلام کیا لوگوں نے دریافت کیا کہ حضرت! اس میں کیا راز تھا کہ اس شخص کو آپ نے پہلے تو سلام نہیں کیا اور اب کیا؟ فرمایا کہ پہلے وہ بے کار بیٹھا تھا اس لیے اس کے دل میں شیطان تصرف کر رہا تھا اور اب مشغول ہے، اگرچہ بے کار ہی کام میں سہی، جو گناہ بھی نہیں، اس لیے شیطان اس سے دور ہے۔

(اَنفاس عیسیٰ 596/2)

فضولیات غفلت کا سبب بے ضرورت گفتگو اور کاہلی سے دل میں وسوسے اور گناہ کے خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ شیطان انسانوں کو گناہ کی طرف مائل کرتا ہے شیطان ایک ایسی مخلوق ہے جو اِنسان کو گناہ کی طرف مائل کرتا ہے۔ جب انسان بے کار رہتا ہے تو شیطان اس کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے اور اسے گناہ کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ خاموشی ایک ایسی صفت ہے جو اِنسان کو سکون اور آخرت کی نجات عطا کرتی ہے، جب انسان خاموش رہتا ہے تو وہ اپنے نفس پر قابو پاتا ہے اور اپنے غصہ اور خواہشات کو کنٹرول میں رکھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتا ہے، جب انسان لوگوں سے زیادہ میل جول رکھتا ہے اور اُن سے گپ شپ کرتا ہے تو اس سے گناہوں میں مبتلا ہونے کا زیادہ خطرہ ہوتا ہے۔ لوگوں سے گپ شپ میں اکثر غیبت، چغلی اور جھوٹ بولنا شامل ہوتا ہے جو کہ گناہ ہیں۔

الحدیث، ترجمہ: مسجد نبوی میں خیر کی بات سیکھنا اور سکھانا اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنے کے برابر ہے (ابن ماجہ:227، اسنادہ صحیح)

اس کے علاوہ لوگوں سے زیادہ میل جول رکھنے سے انسان دنیا کی طرف مائل ہوجاتا ہے اور آخرت کی فکر سے غافل ہوجاتا ہے۔انسان اپنے فارغ اوقات کو ذکر واذکار اور تلاوتِ قرآن شریف میں صرف کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرسکتا ہے۔ذکر واذکار سے انسان کا دل اللہ تعالیٰ کی محبت سے بھر جاتا ہے اور اُسے گناہوں سے بچنے کی توفیق ملتی ہے۔

تلاوتِ قرآن کریم سے انسان کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور اس کی زندگی میں ہدایت ملتی ہے۔

خاموشی کے فوائد **پہلا فائدہ** خاموشی ایک طاقت ہے، جب ہم خاموش ہوتے ہیں تو ہم اپنے الفاظ اور اعمال کے بارے میں زیادہ سوچتے ہیں۔

دوسرا فائدہ خاموشی ایک نعمت ہے، ہمیں اس نعمت کی قدر کرنی چاہیے اور اسے فضول باتوں میں ضائع نہیں کرنا چاہیے۔

تیسرا فائدہ خاموشی ایک عبادت ہے، جب ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اور گناہ سے بچنے کے لیے خاموش ہوتے ہیں تو ہمیں اس کا ثواب ملے گا۔

چوتھا فائدہ خاموش رہنے سے زندگی پُرسکون گزرتی ہے

پانچواں فائدہ بے ضرورت گفتگو سے بچنے سے دل کی پاکیزگی اور نورانیت میں اِضافہ ہوتا ہے۔

چھٹا فائدہ انسان غیبت، چغل خوری الزام تراشی اور جھوٹ بولنے سے بچ جاتا ہے۔

ساتواں فائدہ شیطان کے وسوسوں سے بچاؤ ہوتا ہے

آٹھواں فائدہ تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے

فضولیات سے کیسے بچا جائے؟

اپنے آپ کو بے ضرورت گفتگو سے بچانے کے لیے ہم درجِ ذیل طریقے استعمال کرسکتے ہیں:

پہلا طریقہ انسان کو بے کار رہنے سے بچنا چاہیے اسے اپنے وقت کو قیمتی سمجھنا چاہیے اور اسے اچھے کاموں میں لگانا چاہیے۔

دوسرا طریقہ جب آپ کے پاس کہنے کے لیے کچھ ضروری نہ ہو تو خاموش رہیں۔

تیسرا طریقہ: اپنے آپ کو ذکرِ الٰہی اور تلاوتِ قرآن کریم میں مصروف رکھیے۔

چوتھا طریقہ: نیک لوگوں کی صحبت اِختیار کیجیے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں فضول گفتگو سے بچنے اور اپنے وقت کو مفید کاموں میں لگانے کی توفیق عطا فرمائیں آمین

(**بقیہ**،ص:7 کا).....کھویا ہوا علم مطالعہ اور محنت سے حاصل ہوسکتا ہے، کھوئی ہوئی صحت علاج سے واپس مل سکتی ہے، لیکن کھوئی ہوئی جوانی اور اس کے قیمتی لمحات لاکھ کوششوں سے واپس نہیں آسکتے۔اس لیے اپنی جوانی کی قدر کیجیے!

جوانی میں عدم کے واسطے سامان کر غافل
مسافر شب سے اُٹھتے ہیں جو جانا دور ہوتا ہے
ہماری زندگانی حشر مٹی کا کھلونا ہے
اَجل کی ایک ٹھوکر سے جو چکنا چور ہوتا ہے

اللہ تعالیٰ ہمیں لمحاتِ زندگی کی قدر اور حسن خاتمہ کی دولت عطا فرمائے آمین ثم آمین

نمازِ جنازہ کی مسنون دُعائیں

مولانا مفتی محمد نوید خان صاحب لاہور

احادیث شریفہ میں نمازِ جنازہ کی تیسری تکبیر کے بعد کئی مسنون دُعائیں ثابت ہیں، ان میں سے کوئی بھی دُعا پڑھی جاسکتی ہے، بلکہ تیسری تکبیر کے بعد ایک سے زیادہ متعدد دعائیں پڑھی جاسکتی ہیں، احادیث سے جو دُعائیں ثابت ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

1 اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ، وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ، اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَہٗ (ابن ماجہ: باب غسل المیت وتکفینہ: 1675، إسنادہ صحیح)

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے زندہ، مردہ، موجود، غائب، ہمارے چھوٹے، ہمارے بڑے، ہمارے مرد، ہماری عورتیں سب کی مغفرت فرما۔ اے اللہ! ہم میں سے جسے زندہ رکھیں، اسے اسلام پر زندہ رکھیں (یعنی اچھے اعمال کی توفیق عطا فرما) اور ہم میں سے جسے موت دیں، اسے ایمان پر موت عطا فرما (یعنی موت کے وقت اس کا عقیدہ درست ہو) اے اللہ! اس مرحوم کے ثواب سے ہمیں محروم نہ فرما اور اس کے بعد ہمیں آزمائش نہ ڈالئے۔

2 اَللّٰھُمَّ اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِیْ ذِمَّتِکَ وَحَبْلِ جِوَارِکَ فَقِہٖ مِنْ فِتْنَۃِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَاَنْتَ اَھْلُ الْوَفَآءِ وَالْحَقِّ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ

(ابن ماجہ: باب غسل المیت وتکفینہ: 1677، إسنادہ صحیح)

ترجمہ: اے اللہ! یہ فلاں بن فلاں آپ کی امانت ہے اور آپ کے سپرد ہے، اے اللہ اسے قبر کی آزمائش اور آگ کے عذاب سے بچا، آپ وعدہ کو پورے کرنے والے اور حق کا فیصلہ کرنے والے ہیں۔ اے اللہ! اس کی مغفرت فرمادے، اس پر رحم فرما بے شک آپ بخشنے والے، رحم فرمانے والے ہیں۔

3 اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ وَعَافِہٖ وَاعْفُ عَنْہُ وَاَکْرِمْ نُزُلَہٗ وَوَسِّعْ مَدْخَلَہٗ، وَاغْسِلْہُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّہٖ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ، وَاَبْدِلْہُ دَارًا خَیْرًا مِّنْ دَارِہٖ، وَاَھْلًا خَیْرًا مِّنْ اَھْلِہٖ، وَزَوْجًا خَیْرًا مِّنْ زَوْجِہٖ وَاَدْخِلْہُ الْجَنَّۃَ، وَاَعِذْہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ (الدعاء للطبرانی: 1162، إسنادہ صحیح)

ترجمہ: اے اللہ! اس کی مغفرت فرما، اس پر رحم فرما، مہمانی فرما، اس کی جگہ کشادہ فرما، اسے پانی، برف اور اولوں سے دھودے (پاک صاف فرما) اسے خطاؤں سے اس طرح صاف کردے جیسے سفید کپڑے سے میل صاف کردیا جاتا ہے۔ اس کے گھر کے بدلہ اس سے بہتر گھر عطا فرما، اس کے گھر والوں کے بدلہ بہتر گھر والے عطا فرما، اس کے رفیق زندگی سے بہتر رفیق زندگی عطا فرما، اسے جنت میں داخل فرمادے اور قبر کے عذاب اور آگ کے عذاب سے اپنی پناہ عطا فرما۔

4 اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبُّھَا، وَاَنْتَ خَلَقْتَھَا، وَاَنْتَ ھَدَیْتَھَا لِلْاِسْلَامِ، وَاَنْتَ ..... (بقیہ ص 18 پر)

الحدیث، ترجمہ: جو علم کا طالب ہو لیکن اسے حاصل نہ کرسکے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے بھی اجر لکھ دیتے ہیں۔ (مجمع الزوائد 330/1 رجالہ ثقات)

متقی ہونے کا مطلب کیا ہے؟

مولانا ابوسنان صاحب

جو شخص اس بگڑے ہوئے ماحول میں رہتے ہوئے بھی دین پر قائم رہے، حلال وحرام کی فکر رکھے، گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرے، گناہ ہوجائے تو فوراً توبہ واِستغفار کرے، آئندہ بچنے کی کوشش کرے تو اس کے لیے حدیث شریف میں ایک خوش خبری آئی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: قربِ قیامت میں ایسا دور ہوگا جس میں دین پر عمل کرنا دُشوار ہوگا، اس وقت ایک آدمی کو اپنے عمل کا ثواب پچاس صحابہ کرام کے عمل کے برابر ملے گا۔

(ماخوذ از سنن ترمذی: 3058، اسنادہ حسن)

اللہ تعالیٰ کے لیے کیے ہوئے کام میں جب کبھی مشقت ودشواری زیادہ اٹھانا پڑتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس عمل کی قیمت بھی بڑھا دیتے ہیں۔ نہ پڑھیں نفلی نمازیں اور نہ نفلی روزے رکھیں اور نہ دوسری نفلی عبادات کریں لیکن اگر فرائض وواجبات ادا ہوجائیں، حرام اور ناجائز چیزوں سے بچ جائیں تو یہ بھی بہت بڑی کامیابی ہے، اگر اللہ تعالیٰ اس کی بھی توفیق عطا فرمادیں تو سیدھی جنت ہے اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

تقویٰ پر عمل کرنا کبھی ناممکن نہیں رہا لیکن بلاشبہ اس زمانہ میں تقویٰ پر قائم رہنا مشکل کام ہے۔ لیکن یہ بھی یاد رکھیے کہ تقویٰ پر قائم رہنا کبھی بھی ناممکن نہیں ہوگا، ہمیشہ ممکن رہے گا۔ آج بھی ممکن ہے، الحمدللہ تعالیٰ آج بھی اللہ تعالیٰ کے بندے موجود ہیں جو حرام اور ناجائز چیزوں سے بچتے ہیں، بلکہ شبہ والی چیزوں سے بھی بچتے ہیں۔ اللہ والے کم ضرور ہوں گے لیکن ناپید نہیں ہوئے اور قیامت تک ناپید نہیں ہوں گے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم نے تقویٰ کا حکم دیا ہے تو معلوم ہوا کہ ایسے لوگ قیامت تک رہیں گے کیوں کہ تقویٰ کا حکم قیامت تک انسانوں کو دیا گیا ہے۔

متقی ہونے کا مطلب متقی ہونے کا مطلب سمجھ لیجیے۔ لوگ ڈر جاتے ہیں کہ ہم کہاں متقی ہوسکتے ہیں، ہم تو گناہ گار لوگ ہیں، اچھی طرح سمجھ لیجیے کہ متقی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی گناہ نہ کرے، چھوٹے بڑے ہر طرح کے گناہ سے بچے، لیکن خدانخواستہ نفس اور شیطان کے بہکانے، پھسلانے سے کوئی گناہ ہوجائے تو فوراً توبہ واِستغفار کرلے اور ارادہ کرے آئندہ نہیں کریں گے۔ تقویٰ پھر لوٹ آئے گا۔

تقویٰ کیسے حاصل کریں نااُمیدی کی کوئی وجہ نہیں، آپ کو اپنے سے زیادہ جو تقویٰ والا ملے، اس کے ساتھ لگ جائیں، اس سے دوستی قائم کریں، بیٹوں اور بیٹیوں کے رشتے کرتے وقت اس بات کو دیکھیے کہ کچھ دین دار ہیں یا نہیں۔ کاروبار، ملازمت، تجارت اور تفریحوں میں ایسے لوگوں کے ساتھ رہیں جو نسبتاً تم سے دین میں بہتر ہیں۔ اگر آپ ایسا کریں تو اِن شاء اللہ تعالیٰ رفتہ رفتہ آپ کے دلوں میں بھی تقویٰ پیدا ہوتا چلا جائے گا۔ گناہوں سے بچنے کی توفیق ہوگی، نیک کاموں کی طرف رغبت پیدا ہوگی اِن شاء اللہ تعالیٰ

(ماخوذ از اِصلاحی تقریریں)

مفہوم حدیث، ترجمہ: طالب علم کا اعزاز واِکرام فرشتے بھی کرتے ہیں۔ (مجمع الزوائد: 450، رجالہ صحیح)

پڑھیے، یاد کیجیے، دوسروں کو سکھایئے!

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ

عَنْ مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ: اِحْتَبَسَ عَنَّارَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاۃٍ مِنْ صَلَاۃِ الصُّبْحِ حَتّٰی کِدْنَانَتَرَاءَ ی عَیْنَ الشَّمْسِ فَخَرَجَ سَرِیْعًافَثُوِّبَ بِالصَّلَاۃِ فَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ وَتَجَوَّزَفِیْ صَلَاتِہٖ فَلَمَّا سَلَّمَ دَعَابِصَوْتِہٖ فَقَالَ لَنَا:عَلٰی مَصَافِّکُمْ کَمَا اَنْتُمْ ثُمَّ انْفَتَلَ اِلَیْنَا فَقَالَ:اَمَااِنِّیْ سَأُحَدِّثُکُمْ مَا حَبَسَنِیْ عَنْکُمُ الْغَدَاۃَ اِنِّیْ قُمْتُ مِنَ اللَّیْلِ فَتَوَضَّأْتُ فَصَلَّیْتُ مَاقُدِّرَلِیْ فَنَعَسْتُ فِیْ صَلَاتِیْ فَاسْتَثْقَلْتُ فَاِذَا اَنَابِرَبِّیْ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ فَقَالَ:یَامُحَمَّدُ! قُلْتُ:لَبَّیْکَ رَبِّ قَالَ:فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلٰی؟ قُلْتُ: لَااَدْرِیْ رَبِّ! قَالَھَا ثَلَاثًا قَالَ: فَرَأَیْتُہٗ وَضَعَ کَفَّہٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ حَتّٰی وَجَدْتُ بَرْدَ اَنَامِلَہٗ بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَتَجَلّٰی لِیْ کُلُّ شَیْءٍ وَعَرَفْتُ فَقَالَ : یَامُحَمَّدُ! قُلْتُ:لَبَّیْکَ رَبِّ! قَالَ: فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلٰی؟ قُلْتُ:فِی الْکَفَّارَاتِ قَالَ:مَاھُنَّ؟قُلْتُ:مَشْیُ الْاَقْدَامِ اِلَی الْجَمَاعَاتِ وَالْجُلُوْسُ فِی الْمَسَاجِدِ بَعْدَالصَّلَوَاتِ، وَ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ فِی الْمَکْرُوْھَاتِ،قَالَ:ثُمَّ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صبح رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھانے سے روکے رکھا، قریب تھا کہ ہم سورج کی ٹکیہ کو دیکھ لیں، پھر آپ تیزی سے (حجرہ سے) باہر تشریف لائے لوگوں کو نماز کھڑی کرنے کے لیے بلایا، آپ نے نماز پڑھائی اور نماز مختصر کی، پھر جب آپ نے سلام پھیرا تو آواز دے کر لوگوں کو (اپنے قریب) بلایا، فرمایا: اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ جاؤ! پھر آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے، آپ نے فرمایا: میں آپ حضرات کو بتاؤں گا کہ فجر میں بروقت مجھے تم لوگوں کے پاس مسجد میں پہنچنے سے کس چیز نے روک لیا۔ میں رات میں اٹھا، وضو کیا (تہجد کی) نماز پڑھی جتنی بھی میرے نام لکھی گئی تھی، پھر میں نماز میں اونگھنے لگا یہاں تک کہ مجھے گہری نیند آ گئی، اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ میں اپنے بزرگ و برتر رب کے ساتھ ہوں وہ بہتر شکل و صورت میں ہیں، اُس نے فرمایا: اے محمد! میں نے کہا: میرے رب! میں حاضر ہوں، اس نے کہا: فرشتوں کی اونچے مرتبہ والی جماعت کس بات پر جھگڑ رہی ہے؟ میں نے عرض کیا رب کریم! میں نہیں جانتا، اللہ تعالیٰ نے یہ بات تین بار پوچھی آپ نے فرمایا: میں نے اللہ ذوالجلال والاکرام کو دیکھا کہ اس نے اپنا ہاتھ (اپنی شان کے مطابق) میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا یہاں تک کہ میں نے اس کی انگلیوں کی ٹھنڈک اپنے سینہ کے اندر محسوس کی، ہر چیز میرے

فِيْمَ؟قُلْتُ:اِطْعَامُ الطَّعَامِ،وَلِيْنُ الْكَلَامِ، وَالصَّلَاةُ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ، قَالَ:سَلْ: قُلْتُ:اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ وَاَنْ تَغْفِرَلِیْ وَتَرْحَمَنِیْ وَاِذَا اَرَدْتَّ فِتْنَةً فِیْ قَوْمٍ فَتَوَفَّنِیْ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ،وَاَسْأَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّکَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُّقَرِّبُ اِلٰی حُبِّکَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّهَا حَقٌّ فَادْرُسُوْهَا ثُمَّ تَعَلَّمُوْهَا

(ترمذی،باب:ومن سورۃ ص،221/5،رقم الحدیث:3235،حسن صحیح)

سامنے روشن ہوکر آ گئی اور میں جان گیا (اور پہچان گیا) پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد! میں نے کہا اے میرے رب! میں حاضر ہوں، اس نے فرمایا: فرشتے کس بات پر جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے کہا: کفارات کے بارے میں۔ اُس نے پوچھا: وہ کیا ہیں؟ میں نے کہا: نماز باجماعت کے لیے پیروں سے چل کر جانا، نماز کے بعد مسجد میں بیٹھ کر (دوسری نماز کے انتظار میں) رہنا، ناگواری کے وقت بھی مکمل وضو کرنا۔ اُس نے پوچھا پھر کس چیز کے بارے میں (بحث کر رہے ہیں)؟ میں نے کہا (ضرورت مندوں) کو کھانا کھلانے کے بارے میں، نرم بات چیت میں، جب لوگ سو رہے ہوں اُس وقت اٹھ کر نماز پڑھنے کے بارے میں۔ رب کریم نے فرمایا: مانگو (اور مانگتے وقت) کہو: اے اللہ تعالیٰ! میں آپ سے بھلے کاموں کے کرنے اور ناپسندیدہ کاموں سے بچنے کی توفیق طلب کرتا ہوں، اور مساکین سے محبت کرنا چاہتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ آپ مجھے معاف کر دیں، اور مجھ پر رحم فرما اور جب آپ کسی قوم کو آزمائش میں ڈالنا چاہیں تو مجھے آپ فتنہ میں ڈالنے سے پہلے موت دیدیں، میں آپ سے اور اس شخص سے جو آپ سے محبت کرتا ہو محبت کرنے کی توفیق طلب کرتا ہوں، اور آپ سے ایسے کام کرنے کی توفیق چاہتا ہوں جو کام آپ کی محبت کے حصول کا سبب بنے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا یہ حق ہے، اسے پڑھو، یاد کرو، اور دوسروں کو پڑھاؤ، سکھاؤ۔

وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْنَ

(بقیہ،ص:15 کا)... قَبِضْتَ رُوْحَهَا وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَعَلَانِيَتِهَا وَقَدْ جِئْنَا شُفَعَاءَ لَهٗ فَاغْفِرْلَهٗ

ترجمہ: اے اللہ! آپ اس (میت) کے رب ہیں، آپ نے اسے پیدا کیا تھا، آپ ہی نے اسے اسلام کی ہدایت عطا کی تھی اور آپ نے اس کی روح قبض کی ہے، آپ ہی اس کے کھلے چھپے کو زیادہ جاننے والے ہیں۔ ہم سفارش کرنے آئے ہیں، آپ اس کی مغفرت فرمادیں۔" بعض لوگوں کو نماز جنازہ کی کوئی بھی دعا یاد نہیں ہوتی، انہیں چاہئے کہ نماز جنازہ کی مسنون دُعا یاد کریں، البتہ جب تک یاد نہ ہو، یہ دعا پڑھتے رہا کریں: رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ترجمہ: "اے پروردگار! مغفرت فرما اور رحم فرما اور آپ رحم کرنے والوں میں سب سے بہتر ہیں۔" کیوں کہ نماز جنازہ کا اصل مقصود دعاء مغفرت ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق دیں، آمین۔

مفہوم حدیث، ترجمہ: علم دین حاصل کرنے والا جنت کے راستوں میں سے ایک راستہ پر چل رہا ہے۔ (ابوداؤد:3641،حسن لغیرہ)

دعا بھی کیجیے اور محنت بھی کیجیے!

جناب محمد عبداللہ صاحب
لاہور

دعا عبادت کا مغز حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نماز کا حاصل اللہ تعالیٰ کا ذِکر ہے، پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی کئی طرح سے ہے، کہیں حمد کی صورت میں ہے، کہیں تسبیح کی صورت میں، کہیں قرآن مجید کی تلاوت کی صورت میں اور کہیں دعا کی صورت میں ہے۔ اور ہر ایک صورت اپنے اپنے لحاظ سے افضل ترین طریقہ ہے۔ دُعا ان میں سے خصوصی لحاظ سے افضل ترین طریقہ ہے کیوں کہ اس میں بندہ اپنی عاجزی کا اظہار کر کے اپنی مرادیں مانگتا ہے کہ یا اللہ تعالیٰ! میرے قبضۂ قدرت میں کچھ نہیں، دینے والے آپ ہیں، آپ ہی عطا فرمائیں گے تو مل جائے گا، نہیں دیں گے تو نہیں ملے گا۔ اور اللہ رب العالمین کو اپنے بندوں کی عاجزی اور انکساری بہت پسند ہے۔ بندہ اپنے آپ کو جتنا عاجز ظاہر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمت اتنی زیادہ متوجہ ہوتی ہے۔ چناں چہ حدیث شریف میں ہے:

اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ (ترمذی:3371، اسنادہ حسن)

ترجمہ: ”دُعا عبادت کا مغز ہے۔“

اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط کیجیے! دعا ایک ایسا نسخۂ کیمیا ہے کہ اس میں نہ پیسہ خرچ ہوتا ہے اور نہ محنت خرچ ہوتی ہے، لیکن مؤثر سب سے زیادہ ہے۔ دُعا کی عادت ڈالنے کا ایک اہم فائدہ یہ ہے کہ انسان کا تعلق اللہ ربّ العزت سے جڑ جاتا ہے اور یہ تصور پختہ ہو جاتا ہے کہ دینے والا ایک ہی ہے، اس سے نہ مانگیں تو اور کس سے مانگیں۔

ایک بزرگ کا واقعہ ایک اللہ والے بزرگ تھے ایک مرتبہ اپنے مریدوں کے ساتھ رات بھر، جاگ کر عبادت کرتے رہے۔ صبح کے قریب آواز آئی کہ تمہاری کوئی عبادت قبول نہیں۔ دوسری رات کو پھر عبادت کے لیے کھڑے ہو گئے۔ رات بھر جاگتے رہے لیکن پھر یہی آواز آئی کہ کوئی عبادت قبول نہیں۔ غرض اس طرح کئی راتیں اسی طرح گزر گئیں۔ مریدوں نے کہا حضرت! جب آپ کی کوئی عبادت قبول نہیں ہو رہی تو آپ یہ محنت کیوں کر رہے ہیں۔ فرمانے لگے کہ تو پھر کوئی دوسرا دروازہ بتا دو اس کے علاوہ اور کس کے در پر جاؤں۔ بس پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو گئی اور آواز آئی کہ یہ عبادت بھی قبول اور پچھلی ساری بھی قبول۔

دعا تمام بلاؤں سے حفاظت کرتی ہے

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دعا انسان کو فائدہ پہنچاتی ہے ان بلاؤں سے بچانے میں بھی جو ابھی تک نازل نہیں ہوئیں اور ان بلاؤں کو دور کرنے میں بھی جو نازل ہو چکی ہیں۔

(سنن ترمذی، رقم الحدیث:3548، اِسنادہ ضعیف)

اس لحاظ سے دعا ہماری زندگی کی بنیادی ضرورت ہے

دعا بھی کیجیے اور محنت بھی زندگی کے مقاصد حاصل کرنے کے لیے کوشش کرنا بھی سنت عمل ہے، لیکن دعا کرنا بھی ضروری ہے۔ بعض لوگ محنت اور کوشش کرتے ہیں دعا نہیں کرتے اور بعض لوگ دعا کر کے بیٹھ جاتے ہیں محنت و کوشش نہیں کرتے۔ یہ دونوں طریقے غلط ہیں، لہٰذا دعا اور محنت دونوں کیجیے!

از افادات
حکیم الامت مجدد الملت حضرت
مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ

اِصلاح کے لیے
شیخ کی اتباع ضروری ہے

مولانا
محمد عمر فاروق صاحب لاہور

اپنی اِصلاح کروانے والے کو شیخ کی طرف سے کچھ چیزوں سے روکا جاتا ہے، اور نفس کی مخالفت کروائی جاتی ہے۔ یہ اِصلاح اور تربیت کا حصہ ہے۔ مشائخ اور اللہ والے جو بتاتے ہیں علاج کرتے ہیں، یہ بہت آسان ہے اور چند دنوں کا کام ہے، مگر اس کا مکمل فائدہ اسی وقت ہوگا جب اپنے آپ کو اللہ والوں کے بالکل تابع بنادے گا، اپنی خواہشات اور نفس کے تقاضوں کو ایک طرف رکھ دے گا، جیسے بزرگ کہیں گے ویسے عمل کرے گا۔

مختلف مرض کا مختلف علاج یہ نہ سوچے کہ شیخ اس کو کھانے پینے سے منع کردیں گے، اچھے لباس پہننے سے منع کردیں گے، ایسا ہرگز نہیں ہوتا ہے۔ کھانا پینا نہ چھڑائیں گے البتہ نفس کی تھوڑی سی مخالفت کروائیں گے۔ مثال کے طور پر کسی شخص میں تکبر کا مرض ہے، اور تکبر کے مریضوں کی حالت مختلف ہوتی ہے۔ کسی کی حالت یہ ہوتی ہے کہ اگر عمدہ لباس پہنے گا تو تکبر ہوگا، اور اگر سادہ لباس پہنے گا تو تکبر نہیں ہوتا ہے۔ اور بعض کی حالت یہ ہوتی ہے کہ اگر سادہ اور گھٹیا لباس پہنے گا تو تکبر ہوگا اور اگر اچھا لباس پہنے گا تو تکبر نہیں ہوگا۔ اللہ والے ہر مریض کا علاج اس کی حالت کو دیکھ کر کرتے ہیں۔ کسی کو تو اچھے وعمدہ لباس پہننے سے منع کردیں گے علاج کے طور پر۔ اور کسی تکبر کے مریض کو اچھا اور عمدہ لباس پہننے کا کہیں گے۔ اس بارے میں مریض کی رائے کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ کیوں کہ علاج تجویز کرنا طبیب وڈاکٹر کا کام ہے، مریض کا نہیں اور شیخ بھی روحانی ڈاکٹر ہوتا ہے اس لیے اس کے تابع ہوجاؤ۔ جیسے ڈاکٹر کہے اس کے مطابق عمل کرو تب ہی مرض اور بیماری کا علاج ہوگا۔ اور کسی کو یہ اشکال نہ ہو کہ روک ٹوک ہمارے لیے ہے، ہرگز ایسا نہیں ہے بلکہ دنیادار ہو یا عالم ہو یہ مشائخ سب کا علاج ایسے ہی کرتے ہیں ہر ایک مریض کے موافق علاج کیا جاتا ہے۔ اگر اس میں کسی چیز سے روکنے کی ضرورت ہو تو منع کردیا جاتا ہے، چاہے وہ دین دار ہو یا دنیادار ہو، امیر ہو یا غریب۔ یہ بات ذہن نشین کرنی ہے کہ شیخ کا اتباع ضروری ہے۔ اگر شیخ کی بات نفس کے خلاف ہے تو اپنے آپ کو آمادہ کرے، اگر اصلاح کروانا چاہتا ہے ورنہ کوئی فائدہ نہیں ہونے والا۔ یہ مشقت اور تکلیف چند دنوں کے لیے ہے، پھر اس کے بعد وہ راحت وآرام حاصل ہوگا دنیا میں اس کے بارے میں کبھی سوچا بھی نہیں ہوگا۔ (از خطباتِ حکیم الامت 335/20)

اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائیں آمین

پڑھانا کاروبارِ زندگی لاکھوں کا ہے لیکن
تڑپنا جو سکھاتے ہیں وہی اُستاد ہوتے ہیں
سبق پڑھ کر پڑھا دینا ہنر ہے عام لوگوں کا
جو دِل سے دل جلاتے ہیں وہی اُستاد ہوتے ہیں

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان افروز واقعات

مولانا عبدالرحیم صاحب

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خصائل ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ضرار اسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ مجھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اوصاف بیان کریں، اُنہوں نے کہا: امیر المؤمنین مجھے اس کام سے معاف فرمائیے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اصرار فرمایا تو حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر آپ کو اصرار ہے تو سنیے!.....

حضرت علی کرم اللہ وجہہ بہت بلند حوصلہ اور نہایت قوی تھے، فیصلہ کن بات کہتے تھے، عادلانہ فیصلہ کرتے تھے، ان کے ہر جانب سے علم کا سرچشمہ پھوٹتا تھا، ان کے اطراف سے حکمت ٹپکتی تھی، دنیا کی دلفریبی اور شادابی سے وحشت کرتے اور رات کی وحشت ناکی سے محبت رکھتے تھے، بڑے رونے والے تھے، اور بہت زیادہ غور وفکر کرنے والے تھے، چھوٹا لباس اور جھوٹا کھانا پسند تھا، ہم میں بالکل ہماری طرح رہتے تھے، جب ہم ان سے سوال کرتے تھے تو ہمارا جواب دیتے تھے اور جب ہم ان سے انتظار کی درخواست کرتے تھے تو وہ ہمارا انتظار کرتے تھے۔ باوجودیکہ اپنی خوش خلقی سے ہم کو اپنے قریب کر لیتے تھے، اور وہ خود ہم سے قریب ہو جاتے تھے، لیکن اس کے باوجود خدا تعالیٰ کی قسم! ان کی ہیبت سے ہم اُن سے گفتگو نہیں کر سکتے تھے، وہ اہلِ دین کی عزت کرتے تھے، غریبوں کو مقرب بناتے تھے، قوی کو اس کے باطل میں حرص وطمع کا موقع نہیں دیتے تھے، ان کے انصاف سے ضعیف نا اُمید نہیں ہوتا تھا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے ان کو بعض معرکوں میں دیکھا کہ رات گزر چکی ہے، ستارے ڈوب چکے ہیں اور وہ اپنی داڑھی پکڑے ہوئے ایسے مضطرب ہیں جیسے سانپ کا ڈسا ہوا پریشان ہوتا ہے اور اس حالت میں وہ غمزدہ آدمی کی طرح رو رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے دنیا! مجھے فریب نہ دے، تو مجھ سے چھیڑ چھاڑ کرتی ہے، یا میری مشتاق ہوتی ہے۔

افسوس! میں نے تجھے تین طلاقیں دے دی ہیں، جس سے اب رجوع نہیں ہو سکتا، تیری عمر کم اور تیرا مقصد حقیر ہے، آہ زادِ راہ کم اور سفر دور دراز کا ہے، راستہ وحشت خیز ہے۔ یہ سن کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ! ابوالحسن (حضرت علی کرم اللہ وجہہ) پر رحم کریں، خدا تعالیٰ کی قسم! وہ ایسے ہی تھے۔ (سیر الصحابہ، جلد اوّل)

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں آمین

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت حاصل کرنے کا ذریعہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ

(المعجم الکبیر للطبرانی، رقم:4480)

مسلمان منتشر کیوں ہیں؟

مولانا
محمد یوسف میواتی
صاحب

عصرِ حاضر میں مسلمان باہمی افتراق واِنتشار کے شکار ہیں۔ملکی، سیاسی اور طبقاتی تقسیم کے نتیجہ میں مسلمانوں کا شیرازہ بکھر چکا ہے۔کئی ممالک میں مسلمان آپس میں دست وگریبان ہیں، جس کی وجہ سے مسلمانوں کی اجتماعی قوت وطاقت کا نام ونشان نظر نہیں آتا۔ حالاں کہ مسلمان حکمرانوں اور سیاستدانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ پوری دنیا کے مسلمانوں کے اتفاق واِتحاد کے لیے کردار اَدا کریں اور اُنہیں ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کے لیے ہر ممکن کوششیں کریں۔

رسول اللہ ﷺ نے اُمتِ مسلمہ کو ایک جسم کی طرح قرار دیتے ہوئے ان کی خوشی وغمی کو ایک قرار دیا ہے۔ چناں چہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، ترجمہ: مسلمان آپس میں پیار ومحبت، رحم وشفقت اور مہربانی برتنے میں ایک جسم کی مثال رکھتے ہیں کہ جسم کا ایک عضو بیمار پڑ جائے تو سارا جسم اضطراب اور بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔(صحیح مسلم، رقم الحدیث:2586)

ایک دوسرے کو مضبوط کیجیے اِسی طرح حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ترجمہ: مؤمن کے لیے مؤمن کی مثال ایک عمارت کی ہے جس کے مختلف حصے ایک دوسرے کو مضبوط کرتے ہیں۔(صحیح مسلم، رقم الحدیث:2586)

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے خود اپنی سیرت اور عمل سے مسلمانوں کے اتحاد واِتفاق کے لیے ہر ممکن اقدامات اُٹھائے ہیں۔اور ہر اس عمل سے مسلمانوں کو دور رہنے کی تلقین فرمائی جو مسلمانوں کے اتفاق میں مخل ہو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، ترجمہ: اگر آپ کی قوم (قریش) کا کفر چھوڑنے کا عرصہ قریب نہ ہوتا (یعنی وہ اب قریب ہی اسلام لائے ہیں) تو میں خانہ کعبہ کو ڈھا کر ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر بنالیتا، کیوں کہ قریش نے جب خانہ کعبہ کی تعمیر کی تو اخراجات کی کمی کے باعث اس کو پورا نہ بنا سکے، اور میں پچھلی جانب سے اس کا دروازہ بنالیتا۔(صحیح مسلم، رقم الحدیث:1333)

بیت اللہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں کے مطابق اپنی اصل حالت پر تعمیر کتنا ہی اہم کام اور بڑی عبادت ہے، مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے صرف اس وجہ سے اس کام کو چھوڑ دیا کہ کہیں نومسلموں میں اِفتراق واِنتشار پیدا نہ ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ مسلم حکمرانوں کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اُمتِ مسلمہ کی وحدت اور باہمی اتفاق واِتحاد کے لیے کوششیں کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جس طرح ساری دُنیا کے مسلمانوں کو جسدِ واحد قرار دیا ہے اس کے مطابق حقیقی معنوں میں اس اُمت کو یک جان بنانے کی کوشش کریں اور اس کے لیے کسی بھی ممکنہ اقدام وقربانی سے دریغ نہ کریں۔

پراپرٹی ڈیلنگ (جائیداد کی خرید وفروخت) سے متعلق شرعی احکام

مولانا مفتی محمد نوید خان صاحب لاہور

مسئلہ 1 سودا مکمل ہونے پر پراپرٹی ڈیلر ر ایجنٹ کا اپنی خدمات کا معاوضہ خریدار اور مالک دونوں سے لینا جائز ہے، بشرط کہ دونوں کے ساتھ پہلے سے اجرت (کمیشن) طے کر لی جائے خواہ فیصد کی شکل میں ہو (یعنی سودا جتنے کا ہوگا، اس کے اتنے فیصد ہماری اجرت ر کمیشن ہوگی) یا متعین رقم کی صورت میں کمیشن طے ہو، دونوں طرح جائز ہے۔

(شامی: ۵۶۰/۴، ۶۳/۶)

مسئلہ 2 اگر ایک سودے میں کئی ڈیلر مل کر کام کریں تو ان میں اجرت برابر تقسیم کی جائے تو یہ بھی جائز ہے اور محنت وغیرہ کی وجہ سے اس اجرت کی نسبت میں کمی بیشی کریں تو یہ بھی جائز ہے، لیکن اس صورت میں کام کرنے سے پہلے اجرت کی نسبت طے کرنا ضروری ہوگا تاکہ بعد میں نزاع (جھگڑا) پیدا نہ ہو۔ (ہدایہ: ۶۰۸/۲)

مسئلہ 3 بعض اوقات مالکِ جائیداد کو ڈیلر اپنی طرف سے بیعانہ دے کر اپنے یا اپنے کسی عزیز کے نام بیعانہ کی رسید حاصل کر لیتا ہے، اس رسید پر یہ بھی لکھا ہوتا ہے کہ بیعانہ دینے والا جس خریدار کا نام پیش کرے، جائیداد کے کاغذات کی رجسٹری اس کے نام پر کر دی جائے گی۔ اس کا حکم یہ ہے کہ شرعاً ایسا کرنا جائز ہے اور اس صورت میں ڈیلر سودا مکمل ہو جانے کی وجہ سے خود اس کا مالک بن چکا ہے اگرچہ کہ رسید اس نے کسی مصلحت کے پیش نظر اپنے کسی عزیز کے نام حاصل کی ہے۔ لہذا ڈیلر اس کو آگے فروخت کر سکتا ہے اور نفع کا مستحق بھی ڈیلر ہوگا۔ البتہ کل کو وہ کسی پر یہ جائیداد فروخت کرے تو خریدار سے کمیشن وصول کرنا اس کے لئے جائز نہ ہوگا کیونکہ اب وہ خود مالک ہے، ایجنٹ نہیں۔

مسئلہ 4 بعض اوقات مالک کا یہ مطالبہ ہوتا ہے کہ مجھے اتنی رقم چاہئے اس سے زائد رقم ڈیلر کی اجرت ہوگی، تو یہ جائز نہیں۔ کیوں کہ اجرت ر کمیشن متعین نہیں ہوئی۔ البتہ اس کی ایک جائز صورت یہ ہو سکتی ہے کہ اجرت ر کمیشن کے طور پر کچھ رقم متعین کر لی جائے خواہ وہ بہت تھوڑی ہی ہو اور بطور ترغیب مالک یہ کہے کہ جب یہ جائیداد فروخت ہوگی تو اتنی رقم ہمیں دے دینا، اس سے زائد جو ملے وہ ہماری طرف سے تمہارے لئے ہدیہ یا انعام ہوگا۔

مسئلہ 5 بعض اوقات اجرت کی ایک مجموعی رقم متعین کر لی جاتی ہے کہ اس رقم میں رجسٹری، وکیل، پبلک نوٹس اور دیگر اخراجات کرنے کے بعد جو رقم بچے، وہ ڈیلر کی اجرت ہوگی، یہ بھی جائز نہیں۔ کیوں کہ اس میں اجرت متعین نہیں۔ البتہ اس کی جائز صورت یہ ہو سکتی ہے کہ اجرت کے طور پر کچھ رقم متعین کی جائے اور پھر بقیہ رقم یہ کہہ کر دی جائے کہ رجسٹری، وکیل وغیرہ کے اخراجات کے بعد جو رقم بچ جائے وہ مالک کی طرف سے ہدیہ ہے، تو یہ جائز ہے

(التحف فی الفتاویٰ: ۵۷۵/۲)

اعتکاف سے متعلق بعض مسائل

مفتی محمد مجاہد صاحب

مسئلہ 1 معتکف کو چاہیے کہ اعتکاف میں بیٹھنے سے پہلے متولی مسجد سے پوچھ کر مسجد کی حدود اچھی طرح معلوم کر لے

مسئلہ 2 مسجد سے مراد خاص وہ حصہ زمین ہے جو نماز کے لیے تیار کیا گیا ہو۔ یعنی اندر کا کمرہ، برآمدہ اور صحن۔ باقی جو حصہ اس سے خارج ہو وہ مسجد کے حکم میں نہیں۔ خواہ ضروریاتِ مسجد ہی کے لیے وقف ہو جیسے امام صاحب کا حجرہ، مسجد سے ملحق مدرسہ، جناز گاہ، وضو خانہ، غسل خانہ، استنجا خانہ، یہ تمام جگہیں مسجد سے خارج ہیں، اگر معتکف نے بلاضرورت ان میں قدم رکھا تو اِعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ 3 مسجد کی حدود سے باہر نکلنے کا حکم اس وقت لگے گا جب دونوں پاؤں مسجد سے باہر ہوں اور دیکھنے والے یہی سمجھیں کہ یہ مسجد سے باہر ہے، صرف سر باہر نکالنے سے اعتکاف نہ ٹوٹے گا۔

مسئلہ 4 مسجد کی چھت کا بھی وہی حکم ہے جو مسجد کا ہے اسی طرح مسجد کئی منزلہ ہو تو اُوپر نیچے کی تمام منزلوں کا ایک ہی حکم ہے، معتکف سب میں آجا سکتا ہے بشرطے کہ آنے جانے کی سیڑھی حدودِ مسجد کے اندر ہو۔

مسئلہ 5 سر مسجد سے باہر نکال کر سر اور داڑھی وغیرہ دھونا بھی جائز ہے، خواہ خود دھوئے یا کسی سے دھلوائے اسی طرح مستعمل پانی کے لیے کوئی بڑا برتن رکھ کر ہاتھ منہ یا سر مسجد میں دھونا چاہے، بلکہ وضو بھی کرنا چاہے تو مضائقہ نہیں، بشرطیکہ پانی مسجد میں گرنے نہ پائے

مسئلہ 6 کوئی ضروری کام درپیش ہو تو بیوی یا کوئی محرم خاتون (ماں، بیٹی، بہن اور بھتیجی وغیرہ) مسجد میں آکر معتکف سے مل سکتی ہے، لیکن ضروری ہے کہ ایسے وقت میں آئے جب مسجد میں عام لوگ نہ ہوں اور باپردہ آئے نیز اس موقع پر کسی دوسرے شخص کی نظر پڑ جائے تو اس کے سامنے فوری وضاحت کر دے کہ یہ میری بیوی ہے یا محرم خاتون ہے تاکہ اُس کے لیے بدگمانی کا موقع نہ رہے

مسئلہ 7 بلغم ڈالنے یا ناک صاف کرنے کے لیے مسجد سے نکلنا جائز نہیں، بوقتِ ضرورت اس مقصد کے لیے معتکف اُگال دان مسجد میں رکھے یا مسجد میں ہی کھڑے ہو کر بلغم اور ناک کا پانی باہر ڈال دے۔

مسئلہ 8 معتکف اگر قضائے حاجت کے لیے نکلا لیکن بیت الخلاء خالی نہیں تھا تو اس کے لیے وہیں انتظار کرنا درست ہے، اس سے اعتکاف فاسد نہ ہوگا

مسئلہ 9 عشرہ اخیرہ میں رمضان کا مسنون اعتکاف ٹوٹ جائے تو صرف اس دن کی قضا واجب ہے جس میں اعتکاف ٹوٹا۔ اعتکاف ٹوٹنے کے بعد یہ اعتکاف نفل ہو گیا۔ ایک دن کی قضا چاہے رمضان ہی میں کر لے یا رمضان کے بعد نفل روزہ کے ساتھ کرے ایک دن کی قضاء میں رات و دن دونوں کی قضاء واجب ہے یا صرف دن کی؟ قواعد سے یوں مفہوم ہوتا ہے کہ اعتکاف دن میں فاسد ہوا تو صرف دن کی قضاء واجب ہوگی، صبح صادق سے پہلے شروع کر کے غروب آفتاب تک کرے اور اگر رات میں اعتکاف فاسد ہوا تو رات اور دن دونوں کی قضاء واجب ہے، غروب آفتاب سے قبل شروع کر کے دوسرے دن غروب کے بعد ختم کرے۔

(ماخوذ از اعتکاف کے مسائل کا انسائیکو پیڈیا)

الحدیث، ترجمہ: جو شخص استغفار کرتا رہتا ہے وہ گناہ پر اڑنے والا شمار نہیں ہوتا۔ (ابوداؤد: 1514، اسنادہ حسن)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شرح صدر کے اَسباب (قرآن کریم کی رُو سے)

مولانا محمد طیب الیاس صاحب

شرحِ صدر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی وہ نعمت اور خاص عنایت ہے جس کا ذکر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورۂ انشراح کی پہلی آیت میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ایک بہت بڑے احسان کے طور پر کیا ہے: ''(اے پیغمبر!) کیا ہم نے تمہاری خاطر تمہارا سینہ کھول نہیں دیا؟'' (سورۂ انشراح، آیت:1)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ''غرض جس شخص کو اللہ ہدایت تک پہنچانے کا ارادہ کرلے، اُس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے، اور جس کو (اُس کی ضد وہٹ دھرمی کی وجہ سے) گمراہ کرنے کا ارادہ کرلے، اُس کے سینے کو تنگ اور اتنا زیادہ تنگ کردیتا ہے کہ (اُسے ایمان لانا ایسا مشکل معلوم ہوتا ہے) جیسے اُسے زبردستی آسمان پر چڑھنا پڑ رہا ہو، اِسی طرح اللہ (کفر کی) گندگی اُن لوگوں پر مسلط کردیتا ہے جو اِیمان نہیں لاتے۔'' (سورۂ انعام، آیت:125)

اِس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ جس شخص کو ہدایت دینا چاہے اُس کا سینہ اِسلام کے لیے کھول دیتا ہے، اُس کے دِل میں اِسلام کی طرف سے کوئی شک اور شبہ باقی نہیں رہتا، اور بلا پس وپیش سچے دِل سے پورے اِخلاص کے ساتھ وہ اِسلام قبول کرلیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جسے گمراہی میں باقی رکھنا چاہے اُس کے سینہ کو تنگ کردیتا ہے، اِسلام کی دعوت سُن کر اُس کا سینہ تنگ ہوجاتا ہے، اور اسلام قبول کرنے کی بات سامنے آتی ہے تو یہ اُسے ایسا دوبھر اور دشوار معلوم ہوتا ہے کہ جیسے وہ بڑی مصیبت کے ساتھ آسمان پر چڑھ رہا ہو۔ (تفسیر انوار البیان 334/3)

شرحِ صدر کے اسباب کیا ہیں؟ اِس بارے میں قرآن کریم سے ہمیں کیا راہنمائی ملتی ہے، آیئے! دیکھتے ہیں

1 توحید شرح صدر کے اَسباب میں سے سب سے بڑا سبب ''توحید'' ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ''بھلا کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اِسلام (قبول کرنے) کے لیے کھول دیا ہے، جس کے نتیجے میں وہ اپنے پروردگار کی عطا کی ہوئی روشنی میں آچکا ہے (سنگ دلوں کے برابر ہوسکتا ہے؟) ہاں! بربادی اُن کی ہے جن کے دل اللہ کے ذکر سے سخت ہوچکے ہیں، یہ لوگ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔'' (سورۂ زمر، آیت:22)

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ اِس آیت کے تحت فرماتے ہیں: ''یعنی دونوں برابر کہاں ہوسکتے ہیں؟ ایک وہ جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے قبولِ اسلام کے لیے کھول دیا، نہ اُسے اسلام کے حق ہونے میں کچھ شک وشبہ ہے، نہ اَحکامِ اسلام کی تسلیم (ماننے) سے انقباض (کوفت)، حق تعالیٰ نے اُس کو توفیق و بصیرت کی ایک عجیب روشنی عطا فرمائی، جس کے اُجالے میں نہایت سکون واطمینان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستہ پر اُڑا چلا جارہا ہو۔ دوسرا وہ بدبخت جس کا دِل پتھر کی طرح سخت ہو، نہ کوئی نصیحت اُس پر اثر کرے نہ خیر کا قطرہ اُس کے اندر گھسے، کبھی خدا کی یاد کی توفیق نہ ہو، یوں ہی اوہام واہواء (توہمات وخواہشات) اور رسوم وتقلید آباء (باپ دادا کی پیروی) کی اندھیریوں میں بھٹکتا پھرے۔'' (تفسیر عثمانی)

الحدیث، ترجمہ: وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہو۔ (صحیح مسلم:267)

2 رُجوع و عاجزی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے رُوبرو عاجزی و اِنکساری سینہ کو کھول دیتی ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ''پھر ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب اُن کے پاس ہماری طرف سے سختی آئی تھی، اُس وقت وہ عاجزی کا رویہ اختیار کرتے؟ بلکہ اُن کے دل تو اور سخت ہو گئے اور جو کچھ وہ کر رہے تھے، شیطان نے انہیں سجھایا کہ وہی بڑے شان دار کام ہیں۔''

(سورۂ انعام، آیت:43)

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ اِس آیت کے تحت فرماتے ہیں: ''موضح القرآن میں ہے کہ گناہ گار کو اللہ تعالیٰ تھوڑا سا پکڑتا ہے، اگر وہ گڑگڑایا اور توبہ کی تو بچ گیا اور اگر اتنی پکڑ نہ مانی تو پھر بھلا دیا اور وسعتِ عیش کے دروازے کھولے، جب نعمتوں کی شکر گذاری اور انعام واحسان سے متاثر ہونے کے بجائے خوب گناہ میں غرق ہوا تو اچانک بے خبر پکڑا گیا۔ یہ ارشاد ہے کہ آدمی کو گناہ پر تنبیہ پہنچے تو فوراً توبہ کرے، یہ راہ نہ دیکھے کہ اِس سے زیادہ پہنچے تو یقین کروں۔'' (تفسیر عثمانی)

3 نماز اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ''یقیناً ہم جانتے ہیں کہ جو باتیں یہ بناتے ہیں، اُن سے تمہارا دل تنگ ہوتا ہے۔ تو (اِس کا علاج یہ ہے کہ) تم اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اُس کی تسبیح کرتے رہو، اور سجدہ بجالانے والوں میں شامل رہو۔ (سورہ حجر، آیت:97-98)

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ اِس آیت کے تحت فرماتے ہیں: ''اگر اُن کی ہٹ دھرمی سے دل تنگ ہو تو آپ اُن کی طرف سے توجہ ہٹا کر ہمہ تن خدا کی تسبیح وتحمید میں مشغول رہیے، خدا کا ذکر، نماز، سجدہ، عبادتِ الٰہی... وہ چیزیں ہیں جن کی تاثیر سے قلب مطمئن رہتا ہے اور فکر وغم دور ہوتے ہیں، اِسی لیے نبی کریم ﷺ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ جب کوئی اہم بات فکر کی پیش آتی تو آپ نماز میں مشغول ہو جاتے۔'' (تفسیر عثمانی)

4 قرآن کریم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے: لوگو! تمہارے پاس ایک ایسی چیز آئی ہے جو تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک نصیحت ہے اور دلوں کی بیماریوں کے لیے شفا ہے اور ایمان والوں کے لیے ہدایت اور رحمت کا سامان ہے۔ (سورہ یونس، آیت:57)

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ اِس آیت کے تحت فرماتے ہیں: یہ سب صفات قرآن کریم کی ہیں، قرآن کریم اول سے آخر تک نصیحت ہے، جو لوگوں کو مہلک اور مضر باتوں سے روکتا ہے، دلوں کی بیماریوں کے لیے نسخۂ شفاء ہے، وصول الی اللہ اور رضائے خداوندی کا راستہ بتاتا ہے اور اپنے ماننے والوں کو دنیا و آخرت میں رحمتِ الٰہیہ کا مستحق ٹھہراتا ہے۔'' (تفسیر عثمانی)

5 ذکر اللہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ''یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں اور جن کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں، یاد رکھو کہ صرف اللہ کا ذکر ہی وہ چیز ہے جس سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ (سورۂ رعد، آیت:28)

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ اِس آیت کے تحت فرماتے ہیں: دولت وحکومت، منصب، جاگیر یا فرمائشی نشانیوں کا دیکھ لینا، کوئی چیز انسان کو حقیقی سکون واطمینان سے ہم آغوش نہیں کر سکتے، صرف یادِ الٰہی سے جو تعلق مع اللہ حاصل ہوتا ہے وہ ہی ہے جو دلوں کے اِضطراب اور وحشت.... (**بقیہ**، ص31 پر)

آیئے! رِشتوں میں محبت پیدا کیجیے

مولنا
محمد انور شفیع صاحب

رشتے جسم میں رُوح کی طرح ہوتے ہیں جو اِحساس کی ڈور سے بندھے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ ڈور اتنی مضبوط ہوتی ہے کہ ہر آنے والے رشتے کو اپنے اندر پرو لیتی ہے۔ ساتھ ہی اتنی کمزور ہوتی ہے کہ جب ٹوٹتی ہے تو سارے رشتوں سمیت بکھر جاتی ہے۔

رشتے دو طرح کے ہوتے ہیں: 1 وہ رشتے جو قدرت کی طرف سے ہمیں بنے بنائے ملتے ہیں، جو مستقل اور قدرت کی طرف سے عطا کردہ نعمت کی طرح ہوتے ہیں 2 وہ رشتے ہیں جو خود اِنسان قائم کرتا ہے۔ یہ رشتے ٹوٹ بھی سکتے ہیں، ان میں سے کچھ مستقل ساتھ چلتے ہیں اور کچھ وقت کے ساتھ بچھڑ جاتے ہیں۔

رشتوں کی اہمیت کو اگر سمجھا جائے تو ان کی حفاظت باغ میں لگے نازک پھولوں کی طرح کرنی پڑتی ہے۔ کیوں کہ ہماری ذرا سی کوتاہی ان کو ٹہنی سے جدا کر دیتی ہے۔ رشتے خون کے ہوں یا مستقل، خاردار جھاڑیوں کی طرح ہوتے ہیں جو سائے کے ساتھ ساتھ زخم بھی دیتے ہیں۔ بناوٹی رشتے تو موسم کی طرح بدلتے رہتے ہیں، مگر خون کے رشتے کفن کی طرح اوڑھ لیے جاتے ہیں۔ رشتوں کا توازن برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ ان اَسباب کو تلاش کیا جائے جن سے رشتے جڑے رہیں۔

رشتوں میں محبت پیدا کرنے کا طریقہ باہم محبت و اُلفت پیدا کرنے کا سب سے اہم ذریعہ معاشرہ میں سلام کو عام کرنا ہے، کیوں کہ سلام لینے سے باہم محبت پیدا ہوتا ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوسکو گے یہاں تک کہ ایمان لے آؤ، اور تم اس وقت تک ایمان نہیں لا سکتے جب تک آپس میں محبت نہ کرنے لگ جاؤ۔ کیا میں تمہیں کوئی ایسی چیز نہ بتلاؤں جب تم (وہ کام) کرنے لگ جاؤ تو آپس میں محبت کرنے لگ جاؤ گے؟ (اور وہ کام یہ ہے کہ) آپس میں سلام کو عام کرو! (صحیح مسلم، رقم الحدیث:54)

عام لوگوں کی طرح رشتہ داروں میں بھی عام طور پر اس عمل کا فقدان پایا جاتا ہے۔ اکثر دیکھنے اور سننے میں یہ باتیں آتی ہیں کہ فلاں مجھ سے سلام لینا چھوڑ گیا ہے تو میں اُسے کیسے بلاؤں؟ اُس کی اور میری سلام دُعا نہیں ہے، میں اُس سے کیسے تعلق رکھوں؟

لیکن اگر دیکھا جائے تو یہی وہ سلام ہے جس کی بدولت دو بڑی بڑی قومیں صلح پر آجاتی ہیں اور باہمی محبت و اُلفت پیدا ہو جاتی ہے۔

یاد رکھیے! اگر معاشرے کا ہر فرد اس سنت پر عمل کرتے ہوئے سلام کو عام کر دے تو جلد ہی معاشرے میں باہمی محبت و اُلفت پیدا ہو جائے گی اِن شاء اللہ تعالیٰ!

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے رشتوں کی قدر اور باہم اُلفت و محبت نصیب فرمائیں آمین ثم آمین

ہمیشہ رب تعالیٰ کا شکر گزار رہیے!

مولانا قاری سعید قاسم صاحب
لاہور

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا:
روزِ قیامت اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اے ابن آدم! میں نے تجھے گھوڑے اور اُونٹ کی سواری عطا کی، عورتوں سے تیری شادی کی، اور تجھے خوش حالی اور سربراہی سے نوازا، لیکن اِن سب نعمتوں کا شکر کہاں ہے؟
(مسند احمد، رقم الحدیث:10378، اِسنادہ صحیح)

ناشکری کی سزا اِرشادِ باری تعالیٰ ہے، ترجمہ: اگر تم شکر اَدا کرو گے تو یقیناً میں تمھیں مزید عطا کروں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو بلاشبہ میرا عذاب بہت سخت ہے
(سورۃ ابراہیم، آیت: ؟؟)

اس آیتِ کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ شکر اَدا کرنا اختیاری معاملہ نہیں ہے کہ جو چاہے شکر اَدا کرے اور جو چاہے شکر اَدا نہ کرے، بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے جو بندے کے ذمہ فرض ہے، جس کا اَدا کرنا نہایت ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ناشکروں کے لیے واضح طور پر سخت ترین عذاب کی وعید سنائی ہے۔ لہٰذا اِس عذاب سے بچنے کے لیے اپنی زبان کو شکرِ الٰہی کا عادی بنایئے

شکر گزاری کی مختلف صورتیں شکر گزاری کے لیے باقاعدہ کوئی حالت، کیفیت یا وقت تو مقرر نہیں ہے بلکہ بندہ جب چاہے جس حالت اور کیفیت میں ہو اللہ تعالیٰ کا شکر اَدا کر سکتا ہے۔ چلتے پھرتے اللہ تعالیٰ کا شکر اَدا کر سکتے ہیں، ہر نماز کے بعد الحمدللہ کی تسبیح کر سکتے ہیں، نعمتوں کے اظہار کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا شکر اَدا کر سکتے ہیں، اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا احساس اُجاگر کر کے اُس کا شکر اَدا کر سکتے ہیں۔ کوئی بھی نعمت حاصل ہونے پر دو نفل شکرانے کے اَدا کر لیا کیجیے، یہ شکر کی مسنون اور بہترین صورت ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کو جب کوئی خوشی کی خبر ملتی تو اللہ تعالیٰ کا شکر اَدا کرنے کے لیے سجدہ ریز ہو جاتے تھے۔ (سنن ابی داؤد:2774، اسنادہ صحیح)

اسی طرح شکر گزاری کی سب سے پیاری صورت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ملنے پر بہ طور شکر اُس کی ایک نافرمانی اور گناہ چھوڑنے کا پکا اِرادہ کر لیں۔ اس سے اللہ تعالیٰ بھی راضی ہوں گے، آخرت بھی سنور جائے گی اور مزید عنایاتِ الٰہیہ کے حق دار بھی ٹھہریں گے۔

مسنون کلماتِ شکر یہاں ہم چند مسنون اَذکار لکھتے ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کے طور پر روزمرہ کا معمول بنایا جا سکتا ہے: 1 اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ (سنن ابن ماجہ:3803، اِسنادہ حسن)

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس کے احسان و اِنعام سے تمام اچھائیاں اور بھلائیاں پایہ تکمیل کو پہنچتی ہیں۔

2 حدیث شریف میں ہے جس نے صبح کے وقت یہ کلمات پڑھے اُس نے اُس دن کا شکر اَدا کر لیا اور جس نے شام کے وقت پڑھے اُس نے اُس رات کا شکر اَدا کر لیا: اَللّٰهُمَّ مَا اَصْبَحَ بِیْ مِنْ نِعْمَةٍ اَوْ بِاَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ (الدعوات الکبیر:41، اِسنادہ ضعیف)

نوٹ: شام کے وقت مَا اَصْبَحَ کی جگہ مَا اَمْسٰی پڑھا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شکر گزاری کی توفیق دیں آمین

الحدیث، ترجمہ: قرآن کریم ایسی شفاعت کرنے والا ہے جس کی شفاعت قبول کی گئی ہے۔ (ابن حبان 331/1، اِسنادہ جید)

صدقہ خیرات کی عادت بنالینی چاہیے!

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم عورتوں کو کبھی اجتماعی خطاب فرماتے تھے اور خصوصیت کے ساتھ عورتوں کو کچھ نصیحتیں فرماتے تھے، کیوں کہ عورتیں عموماً بڑے گناہوں میں مبتلا ہوتی ہیں، نمازیں چھوڑنا، بدگوئیاں کرنا، دوسری عورتوں کی غیبت کرنا، زیورات کی زکوٰۃ نہ دینا، دوسروں پر لعنت کرنا وغیرہ۔ عموماً عورتیں اس میں مبتلا ہوتی ہیں۔ اس لیے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے عورتوں کے بارے میں فرمایا کہ میں نے جہنم میں زیادہ تعداد عورتوں کی دیکھی۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث: 3241)

اس حدیث شریف میں آنحضرت ﷺ نے دوزخ میں عورتوں کی زیادہ تعداد جانے کا ایک سبب یہ بتلایا کہ لعنت بہت کرتی ہیں، حالاں کہ کسی بھی چیز پر لعنت کرنا اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کو بہت سخت ناپسند ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ کے سامنے ہوا پر لعنت کی، آپ ﷺ نے فرمایا ہوا پر لعنت نہ کرو کیوں کہ ہوا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم کے تابع ہے، جو شخص کسی ایسی چیز پر لعنت کرے جو لعنت کی مستحق نہیں ہے تو لعنت اُسی پر لوٹ آتی ہے جس نے لعنت کی۔ (ترمذی، باب ماجاء فی اللعنۃ: 1478، حسن لغیرہ)

اسی لیے حضور ﷺ نے عورتوں کو بطورِ خاص جہنم سے بچنے کی تدبیر بتلادی کہ صدقہ خیرات کیا کرو۔ اس سے زیادہ اہم ادائیگی زکوٰۃ کا فریضہ ہے، بہت سی عورتیں جو آخرت سے غافل ہیں کہتی ہیں کہ زیورات کے علاوہ ہمارے پاس مال ہی کہاں ہے کہ ہم زکوٰۃ دیں، زیورات میں سے دیں تو یہ ختم ہوجائے گا۔ عورتوں کو چاہیے کہ اوّل یا تو شوہر سے لے کر زکوٰۃ کی رقم ادا کریں، اگر عورتیں اپنے فیشن اور بے جا اخراجات کے لیے شوہر سے لے سکتی ہیں تو فرض زکوٰۃ ادا کرنے اور اپنے آپ کو دوزخ کے عذاب سے بچانے کے لیے کیوں نہیں لے سکتیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ بالفرض شوہر نہیں دیتا تو بقدرِ زکوٰۃ اپنا زیور بیچ دیں، اور اس رقم سے زکوٰۃ ادا کریں۔ اگر اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی کہی ہوئی بات پر یقین اور ایمان ہے تو یاد رکھیے! صدقہ خیرات سے مال گھٹتا نہیں بلکہ بڑھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا وعدۂ قرآنی ہے، ترجمہ: صدقات مال کو بڑھاتے ہیں۔ (سورۃ البقرۃ، آیت: 276)

اور بالفرض اگر زیورات ختم ہی ہوئے تو کیا حرج ہے دوزخ کے عذاب سے بچنا کیا کم فائدہ ہے۔

قابل تقلید نمونہ ایک عورت اپنی بیٹی کے ساتھ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، بچی نے ہاتھ میں دو موٹے کنگن پہنے تھے، حضور ﷺ نے عورت سے پوچھا تم اس کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ عرض کیا: نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا تم یہ پسند کرتی ہو کہ ان کی وجہ سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہیں آگ کے دو کنگن پہنادیں۔ یہ سنتے ہی عورت نے اپنی بچی کے ہاتھ سے وہ دونوں سونے کے کنگن نکالے اور حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیئے، عرض کیا یہ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے لیے ہیں۔ (ابوداؤد، رقم الحدیث: 1563، اِسنادہ حسن)

ہمارے اکابر علم کے سمندر تھے، لیکن اللہ تعالیٰ کے علم کے سامنے کچھ بھی نہیں۔ (حضرت صوفی محمد سرور صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ)

عورتوں کی خدمت کا اِحترام کیجیے!

مولانا منیر احمد علوی صاحب

واقعہ: ایک کاشتکار کا قصہ مشہور ہے جو کہ واقعی ہے، فرضی نہیں ہے۔ وہ یہ کہ وہ کاشتکار اپنے کھیت پر گیا، وہاں جا کر کھیت کے کام میں لگ گیا، تو طریقہ یہ تھا کہ اُس کی بیوی ٹھیک بارہ بجے کھانا پکا کے لایا کرتی تھی، ایک دن اتفاق سے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ دیر ہوگئی، کاشتکار کو غصہ چڑھا اس نے سینکڑوں باتیں بیوی کو سنائی کہ تجھ سے کام نہیں ہوتا، اور تو سست ہوگئی ہے اور کم بخت! تجھ سے کچھ نہیں نبھتا اور میں ہوتا تو یوں کرتا اور تو ایسی ہے تو ویسی ہے۔ وہ بچاری سنتی رہی یعنی صبح سے شام تک لڑکھپ کے بچوں کو الگ پالا، کھانا الگ پکایا، کھیت پر لے کر بھی گئی، اتفاق سے اگر ذرا دیر ہوگئی تو خاوند نے سینکڑوں باتیں سنا دیں۔ خیر وہ غریب سنتی رہی۔ خاوند کی زبان سے نکلا کہ اگر میں اس کام میں ہوتا تو کبھی یہ بات نہ ہوتی۔ اس نے کہا اچھا پھر دو چار دن کے لیے خدمتوں کا تبادلہ کر لیں، میں کھیت پر کام کروں گی تو گھر پہ رہ بچوں کو پال، اور بارہ بجے کھانا لے کر آجایا کر۔ اس نے کہا یہ کون سی بڑی بات ہے، میں کرلوں گا اس نے کہا اچھا! کل سے پھر یہی ہوگا۔ چناں چہ صبح کو اٹھتے ہی بیوی تو کھیت پر چلی آئی اور کھیتی کا کام شروع کر دیا، اب خاوند صاحب گھر لیٹے رہے، آنکھ کھلی تو ایک بچہ رویا۔ یہ اسے سنبھالنے کے لیے گیا تو اُدھر سے دوسرا چلّایا، اُسے پکڑنے کے لیے گئے تو تیسرا رویا، ابھی اس سے نہیں نمٹے تھے کہ معلوم ہوا کہ گھر میں جو گائے بندھی ہوئی ہے اس کا بچھڑا رسہ چھڑا کر گائے کے دودھ پر جا کے لگ گیا۔ اسی دودھ پر گزر اوقات تھی یہ جلدی سے بچھڑے کو سنبھالنے گیا۔ تو بچہ چارپائی سے نیچے گر پڑا، اب وہ چلّا رہا تھا، یہ وہاں پہنچا بچھڑا جو وہاں پہنچا اور اس نے دودھ لیا تو گائے گھبرا کے بھاگی اور اس کی رسی چارپائی میں اٹک گئی اور چارپائی سمیت چولہے پر چڑھ گئی تو اب چارپائی چولہے کے اوپر رکھی ہوئی ہے بچہ وہاں پڑا ہوا ہے اور ایک بچہ ادھر چلّا رہا ہے۔ اب اسے پریشانی ہے کہ بچوں کو سنبھالوں یا بچھڑے کو سنبھالوں یا کھانا پکاؤں یا دودھ نکالوں؟ کھڑا ہوا مجنون کی طرح ہر طرف دیکھ رہا ہے یہاں تک کہ دس گیارہ بج گئے، وہ بیچاری کھیت کے اوپر محنت کر رہی تھی اسے توقع تھی کہ آج بارہ چھوڑ ساڑھے گیارہ بجے کھانا آجائے گا۔ اس لیے مرد بہت قوی ہے خوب کام انجام دے گا جب بارہ چھوڑ ایک بج گیا اور کوئی نہ آیا اس نے کہا کیا قصہ پیش آگیا۔ وہ آئی تو آکر دیکھا کہ ایک بچہ ادھر پڑا رو رہا ہے اور دوسرا اُدھر رو رہا ہے اور چارپائی چولہے کے اوپر پڑی ہے اور گائے چولہے پر چڑھی ہوئی ہے، نہ کھانا، نہ دودھ نہ چارپائی نہ اپنے بچے، گھر میں کوئی چیز بھی ٹھکانے پر نہیں اور خاوند صاحب پاگلوں کی طرح بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس نے کہا کیا بات ہے؟ خاوند نے کہا کہ بس کچھ نہیں، یہ تیرا ہی کام ہے میرے بس کا کچھ نہیں۔ پھر اس نے کھیتی کا کام شروع کیا اور عورت نے گھر کو سنبھالا۔

تو واقعہ یہ ہے کہ عورت کا بڑا حوصلہ ہے کہ گھر میں بچوں کو سنبھالنا، کھانا پکانا، گھر کا انتظام کرنا اور خاوند کے سارے معمولات و خدمات کو انجام دینا۔

خبردار! کچھ نہیں چھپا سکو گے!

مولانا محمد سرور صاحب بن جمعہ خان

قرآن مجید میں ہے قیامت کے دن سب بھید کھل جائیں گے۔ چناں ارشادِ باری تعالیٰ ہے جس دن دلوں کے بھید کھول دیئے جائیں گے۔ تو بندے کو کوئی طاقت بھی نہیں ہوگی اور اس کا کوئی مددگار بھی نہیں ہوگا۔ (سورۃ الطارق، آیت:8-9)

یہاں تو اللہ تعالیٰ نے سب سے پردہ رکھا ہوا ہے، میرا حال آپ کو معلوم نہیں، آپ کا حال مجھے معلوم نہیں۔ لیکن قیامت کے دن پردے کھول دیئے جائیں گے، بندہ چھپانے لگے گا مگر چھپ نہیں سکے گا، یہ ایسے ہی ہے جس طرح حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل کیا ہے کہ ایک عورت کسی کے گھر میں ملازمہ تھی، اس کی چوری کرنے کی عادت تھی، گھر کی صفائی کرتے کرتے گھر کا ہی صفایا کر جایا کرتی تھی، ایک دن اس نے ایک الارم والی گھڑی اُٹھا کر اپنے لباس میں کہیں چھپا دی صفائی کرتی رہی، گھڑی کا الارم لگا ہوا تھا، وہ وقت پر بول پڑا، اب اس کو دباتی ہے، لیکن اس کے دبانے سے تو وہ بند نہیں ہوتا۔ تو ایسے ہی یہاں دنیا میں تو ہم لوگ اپنے اپنے عیبوں کو چھپائے ہوئے ہیں، آپ کو معلوم نہیں کہ میں گھر میں کیا کر رہا ہوں؟ مسجد میں نماز پڑھانے کے لیے آ گیا اور آپ کے بارے میں مجھے معلوم نہیں کہ آپ وہاں کیا کر رہے ہیں؟ لیکن قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام بھید کھول دیں گے بندے کے پاس نہ کوئی قوت ہوگی اور نہ کوئی مددگار ہوگا۔ بہت چھپائے گا مگر چھپے گا نہیں، یہاں ایک یہ کیفیت ہے اور ایک یہ ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے، ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کے سامنے ایک بندہ کو بلائیں گے، اب وہاں کوئی پردے کرنے والے چیز ہے نہیں، کوئی اوٹ ہو اور کوئی پردہ ہو جہاں چھپ جائیں، لیکن حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا پردہ اس پر ڈال دیں گے، لوگوں کی نظر میں نہیں آئیں گے، اس کے ساتھ کیا سوال و جواب ہو رہا ہے؟ کسی کو کچھ معلوم نہیں اور اس کو بخش دیا جائے گا۔ (صحیح البخاری، رقم الحدیث:2441)

قیامت کے دن کچھ نہ چھپے گا عدالتِ الٰہی میں کوئی وکیل و ترجمان نہیں ہوگا، دنیا کے وکیل اور ترجمان یہاں رہ جائیں گے اور بارگاہِ الٰہی میں کوئی کچھ نہ چھپا نہ سکے گا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے

ترجمہ: تم میں سے ہر ایک آدمی اللہ تعالیٰ کے سامنے آئے گا جب کہ اُس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی ترجمانی کرنے والا نہیں ہوگا۔ (صحیح البخاری:7443)

(بقیہ ص 26 کا) کو دور کر سکتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

6 دُعا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ”موسیٰ نے کہا: پروردگار! میری خاطر میرا سینہ کھول دیجئے“

(سورہ طٰہٰ، آیت:25)

سب سے پہلی چیز جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے طلب کی، وہ یہ تھی کہ اے اللہ! میرا سینہ کھول دیجئے، یعنی مجھے حلیم و بردبار اور حوصلہ مند بنا دے کہ خلافِ طبع دیکھ کر جلد خفا نہ ہوں اور ادائے رسالت میں جو سختیاں پیش آئیں اُن سے نہ گھبراؤں بلکہ کشادہ دلی اور خندہ پیشانی سے برداشت کروں۔

الحدیث، ترجمہ: تم میں سب سے بہتر وہ ہیں جو اچھے اخلاق والے ہیں بشرطیکہ ان میں دین کی سمجھ بوجھ ہو (ابن حبان 294/1 اسنادہ صحیح)

اِنسان سے 4 سوال

مولانا محمد وقاص صاحب

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن سب سے بدترین مرتبہ کا آدمی وہ ہوگا جو عالم ہو اور اپنے علم سے نفع نہ اُٹھائے۔ (حلیۃ الاولیاء 223/1)

اللہ تعالیٰ نے علم تو دیا ہے لیکن عالم صاحب گپ شپ میں مشغول ہیں، فضولیات اور لغویات میں مشغول ہیں، اس سے نفع نہیں اٹھا سکا، یہ عالم اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن سب سے بدترین مرتبہ کا آدمی ہوگا، نعوذ باللہ تعالیٰ من ذٰلک۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے علم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں آمین۔

قیامت کے دن انسان سے چار سوال

حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ترجمہ: قیامت کے دن بندہ کے دونوں قدم اپنی جگہ سے ہلنے نہیں پائیں گے (کھڑا رہے گا)، فرمایا جائے گا کہ چار سوالوں کا جواب دے دو اور چلے جاؤ۔ (سنن ترمذی: 2417، اسنادہ حسن صحیح)

جسم کس چیز میں بوسیدہ کیا؟

پہلا سوال: کہ اپنا جسم کس چیز میں بوسیدہ کیا؟ چھوٹا بچہ تھا، بڑا ہو گیا بال سفید ہو گئے، اب چل بھی نہیں سکتا، کس چیز میں اس جسم کو بوسیدہ کیا ہے؟ پہلے اس سوال کا جواب دو۔

عمر کس میں ضائع کی؟

دوسرا سوال: کہ عمر کس چیز میں ضائع کی؟ کن کن مشغلوں میں ضائع کی؟ اللہ تعالیٰ نے عمر دی تھی، کسی کو تھوڑی دی تھی، کسی کو زیادہ دی تھی، یہ عمر کن کاموں میں خرچ کی؟ یہ ایک مستقل سوال ہے جس کا ہم میں سے ہر ایک نے جواب دینا ہے۔ ہمیں اس کا احساس ہی نہیں، ہم نے یہ عمر ضائع کی اور خوب ضائع کی، بے پروائی سے ضائع کی، گویا اپنے باپ دادا کی میراث سمجھ بیٹھے ہیں۔ حالاں کہ یہ عمر تو اللہ تعالیٰ کا عطیہ تھا، اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی تھی

مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟

تیسرا سوال: جس کی دو شقیں ہیں: مال کہاں سے لیا اور کہاں خرچ کیا؟ چھوٹا سا سوال ہے، پوری زندگی کا نقشہ ہمارے سامنے آجائے گا، مال کہاں کہاں سے کمایا اور کہاں کہاں خرچ کیا؟ باقی تمام چیزوں کے بارے میں صرف ایک سوال لیکن مال کے بارے میں دو سوال، مال کو آدمی بڑی کوشش سے حاصل کرتا ہے اور خرچ بھی کرتا ہے بڑی محنت کے ساتھ۔

علم پر کتنا عمل کیا؟

چوتھا سوال: کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں جتنا علم دیا تھا، ان میں سے کس بات پر عمل کیا؟ بس چار سوالات کا جواب دے دو اور جاؤ۔

اِمتحانی سوال بتا دیئے ہیں، حالاں کہ ممتحن بتایا نہیں کرتے، لیکن یہاں رسول اللہ ﷺ نے بتا دیا کہ یہ چار سوال ہوں گے اور ان میں سے ایک سوال دو سوال کی جگہ ہے، گویا پانچ سوال ہو گئے۔ ان پانچ سوالوں کا جواب دے، دو اور جنت میں جاؤ۔ تمہیں کوئی کچھ نہیں کہے گا۔

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے جان لو! تم جتنا چاہو علم سیکھ لو! مگر یاد رکھو! اللہ تعالیٰ تمہیں اس وقت تک اجر نہیں دیں گے جب تک کہ تم اس پر عمل نہ کرو گے۔ (حیاۃ الصحابہ 346/2)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا طالب علم کو خوش آمدید ہو۔ (مجمع الزوائد، رقم الحدیث: 450، رجالہ صحیح)

گیارہ ماہ اگلے رمضان کی تیاری ہونی چاہیے!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اَنَّ النَّبِیَّ قَالَ: اِنَّ الْجَنَّۃَ لَتَزَخْرَفُ لِرَمَضَانَ مِنْ رَأْسِ الْحَوْلِ اِلٰی حَوْلٍ قَابِلٍ، قَالَ: فَاِذَا کَانَ اَوَّلُ یَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ ھَبَّتْ رِیْحٌ مِنْ تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَنْشَرُ مِنْ وَرَقِ الْجَنَّۃِ عَلَی الْحُوْرِ الْعِیْنِ فَیَقُلْنَ یَارَبِّ! اِجْعَلْ لَنَا مِنْ عِبَادِکَ اَزْوَاجًا تَقَرُّ بِھِمْ اَعْیُنُنَا وَتُقَرُّ اَعْیُنُھُمْ بِنَا

(شعب الایمان، رقم الحدیث 3360۔ اِسنادہ حسن)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جنت کو رمضان کے لیے پورا سال مزین کیا جاتا ہے۔ فرمایا: جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے تو عرش کے نیچے جنت کے پتوں سے ہوا چلتی ہوئی حورعین تک پہنچتی ہے، تو وہ کہتی ہیں، اے پروردگار! اپنے بندوں میں سے ہمارے شوہر بنا دیجیے، ہم اُن سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کریں اور وہ ہم سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کریں۔

اپنے حق میں ''باب الریان'' بند نہ ہونے دیجیے!

حدیث شریف کے مطابق روزہ داروں کے لیے جنت میں جانے کا وی آئی پی راستہ ''باب الریان'' ہے، جو ہر مسلمان روزہ دار کے لیے کھول دیا جاتا ہے اور عید کے دِن یہ دروازہ کھلا ہوتا ہے۔

افسوس! کہ ہم اس سے غافل رہتے ہیں، یا اِس دروازہ سے ہم داخل نہیں ہونا چاہتے، اور ایسا رویہ اپناتے ہیں کہ کسی طرح وہ دروازہ بند ہو جائے۔

کون سا ایسا عقل مند ہے جو اپنی ترقی کی خواہش نہ رکھتا ہو۔ ظاہر ہے کہ ایسا کوئی نہیں۔ اسی طرح یہ بتایئے کہ ایسا کون سا شخص ہے جو اپنی روحانیت خود ختم کرنا چاہتا ہو۔ ظاہر ہے ایسا بھی کوئی نہیں۔

ہمارا حال معاشرہ میں جو چیز چل رہی ہے اُس میں ہم ایسے ہی نظر آتے ہیں جیسے ہم خود ترقی نہیں چاہتے یا ہم خود اپنی رُوحانیت ختم کرنا چاہتے ہیں۔ تب ہی تو ہم اثرات و برکاتِ رمضان شریف باقی نہیں رکھ پاتے۔ چھوٹ کے عادی، آزادی کے خواہش مند، بس کوئی نہ پوچھے، کوئی سختی نہ کرے، کسی کی ماننی نہیں کسی کی سننی نہیں وغیرہ۔ ایسے تو ترقی نہ ہوگی اور نہ ترقی باقی رہ سکے گی۔ اللہ تعالیٰ تو جنت کو ماہِ رمضان کے لیے پورا سال سجاتے ہیں، اور ہم رمضان شریف تک جہنم والے کام کرتے رہتے ہیں اور رمضان شریف میں چاہتے ہیں کہ ہمیں جنت مل جائے۔ اپنے زاویہ سُوچ کو درست کرنا ہوگا۔ اور اگلے رمضان شریف کا انتظار و تیاری ابھی سے کرنی ہوگی جیسا کہ شروع میں لکھی ہوئی حدیث سے پتہ چلتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائیں آمین

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ

ایک اور نئی کتاب کی اشاعت | شعبہ کتب و شعبہ اسکول میں داخلے | صدقۂ جاریہ میں حصہ دار بنیے!

◉ اِس رسالہ کے مدیر اور اِس جامعہ کے مہتمم و شیخ الحدیث صاحب دامت فیوضہم کی الحمدللہ ایک اور کتاب شائع ہو چکی ہے ماشاء اللہ تعالیٰ! جو کہ نہایت عمدہ، ہر گھر و ہر فرد کی ضرورت ہے، جس میں تہجد سے لے کر رات تک یعنی چوبیس گھنٹوں کے تمام اوقات کے لیے مختلف اَعمال جمع کیا گیا ہے جو کہ مستند و باحوالہ دُعاؤں کے ایک حسین ذخیرہ کی صورت میں ہے۔

یہ کتاب ادارہ سے حاصل کی جاسکتی ہے، اور بذریعہ ڈاک بھی منگوائی جاسکتی ہے۔

◉ اِس جامعہ میں درجہ کتب میں داخلے عیدالفطر کے بعد ۱۰ر شوّال ۱۴۴۵ھ/ بمطابق 22 اَپریل بروز پیر سے ہونا طے پائے ہیں۔ جو کہ تقریباً ایک ہفتہ جاری رہیں گے اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

◉ درجہ اولیٰ کے داخلہ کے لیے میٹرک پاس ہونا ضروری ہوگا، جب کہ حافظِ قرآن کو داخلہ میں ترجیح حاصل ہوگی اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

◉ درجہ ثانیہ تا درجہ سابعہ (موقوف علیہ) میں داخلہ کے خواہش مند ممتاز درجہ میں پاس ہونے والے طلباء بھی چند مخصوص نشستوں پر داخلہ لے سکتے ہیں۔

◉ دورۂ حدیث شریف میں داخلہ کے لیے جید جدًّا یا کم از کم جید درجہ میں پاس ہونا ضروری ہوگا۔

◉ درجہ موقوف علیہ اور دورۂ حدیث شریف کے طلباء کو ”ماہانہ معقول وظیفہ“ بھی دیا جاتا ہے۔ جب کہ اِن درجات کے شادی شدہ طلباء کو کچھ اِضافی وظیفہ بھی دیا جاتا ہے۔

◉ داخلہ کے خواہش مند طلباء کا سابقہ اَسناد وغیرہ کے ساتھ اپنا اصل شناختی کارڈ اور اُس کی ایک عدد فوٹو کاپی ساتھ لانا ضروری ہوگا۔ بصورتِ دیگر اپنے والد یا سرپرست کے شناختی کارڈ کی کاپی ساتھ لانا ضروری ہوگا۔ داخلہ کے لیے والد/سرپرست کو بھی ساتھ آنا ہوگا

◉ اِس جامعہ کے دینی و تربیتی پُرسکون ماحول میں شعبہ اسکول میں ”جماعت ششم تا جماعت دہم“ (سائنس و آرٹس) میں رہائشی و غیر رہائشی داخلے جاری ہیں۔

جو اَحباب اِس دینی و تربیتی اور علماء کرام کی زیرِ نگرانی اپنے بچوں کو اسکول کی تعلیم دلوانے کے خواہشمند ہوں وہ 0321-4200041 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

جامعہ کے فی طالب علم کا ماہانہ و سالانہ خرچہ

درجہ حفظ کے ایک غیر رہائشی طالب علم کا ماہانہ خرچ 2000 روپے تقریباً اِس طرح درجہ حفظ کے ایک غیر رہائشی طالب علم کا سالانہ خرچ =/24000 روپے تقریباً۔ اور درجہ کُتب کے ایک طالب علم کا کل تعلیمی ماہانہ خرچ 7500 روپے تقریباً (کھانا 4500 اور دِیگر اخراجات 3000 روپے تقریباً) اس طرح درجہ کُتب کے ایک طالب علم کا کل تعلیمی سالانہ خرچ 90,000 روپے (کھانا 54000 اور دِیگر اخراجات 36000 روپے تقریباً)۔ مخیّر حضرات اپنے اور اپنے مرحومین کے ایصالِ ثواب کے لیے اِس صدقۂ جاریہ میں حصہ لیجیے۔ نیز صدقات، زکات و عطیات اور عشر وغیرہ کے لیے بھی یہ اِدارہ ایک اچھا مصرف ہے

Monthly ILM-O-AMAL Lahore CPL No. 200

صَدقۂ فِطر (فطرانہ)

1445ھ بمطابق 2024ء

گندم/گندم کا آٹا
تقریباً 2 کلو
300 روپے

جو/جو کا آٹا
تقریباً 4 کلو
800 روپے

کھجور/چھوارہ
تقریباً 4 کلو
3000 روپے

کشمش
تقریباً 4 کلو
4000 روپے

اپنے شہر اور علاقہ سے اَجناس کی قیمت معلوم کر کے فطرانہ کی اَدائیگی کیجیے!

عُشر | فِطرانہ صدقۂ فطر | زکوٰۃ | ایصالِ ثواب | صدقات

کے ذریعہ معاونت فرما کر ضرور حصہ لیجیے

زکوٰۃ، صدقات، عطیات اور فطرہ جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور کو دیجیے

رسالہ ماہنامہ علم و عمل لاہور کی رقم جمع کرانے کے لئے

» "بینک الفلاح" کا اَکاؤنٹ نمبر: 5575-5000028650

» "البرکہ بینک" کا اَکاؤنٹ نمبر: 0322-0102580779016

بنام: Mahnama ilm-o-amal Lahore

ماہنامہ علم و عمل لاہور کے اِجراء اور معلومات کے لئے رابطہ نمبرز:

0302-4143044 ❶
0331-4546365 ❷

مدرسہ کے لئے رابطہ نمبر:
0322-8405054
0321-4200041
042-35272270

جامعہ عبداللہ بن عمر (رجسٹرڈ) 23 کلومیٹر فیروز پور روڈ، گجومتہ نزد کاہنہ نو لاہور پاکستان
پوسٹ کوڈ: 53100